بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# ہدیہ

میں اپنی اس ناچیز محنت کو پشیمان اساتذہ کرام کی خدمات عالیہ میں پیش کرتا ہوں، جن کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہے کہ میں اپنے جذبات قلبی ان اوراق [illegible] کا خصوصیت سے اس ذات والا صفات کے حضور میں، جس نے ابتدا سے لیکر انتہا تک میری تعلیمی پرورش فرمائی۔ اور آج جبکہ میں بظاہر ان سے بہت دور ہوں ہمیشہ میری دستگیری فرماتے رہتے ہیں۔ یعنی حضرت شیخ المسلمین عمدۃ المتکلمین المفیض برکاتہ علی العالمین رافع علوم الملۃ والدین قاطع اسس الملحدین قامع المرتدین سیدنا و سندنا و استاذنا حضرت مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبد العزیز صاحب قبلہ دامت برکاتہم و فیوضہم علینا و علی سائر المسلمین۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مکرم و محترم سراج مشکوٰۃ الانوار منہل عین الہدیٰ فی البہار حضرت مولانا مولوی شاہ ابوالنصر محمد سراج الہدیٰ صاحب قادری زیب سجادہ خانقاہ قادریہ نوریہ، بیت الانوار، گیا۔ کی خدمت عالی میں بھی، جن کی کرم فرمائیوں کا نتیجہ ہے "اشک رواں"۔ شائع ہو کر آپ حضرات کے زیر مطالعہ ہے۔ ع "گر قبول افتد زہے عز و شرف"۔

امیدوار قبول :- محمد شریف الحق امجدی

متوطن قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڈھ

یکم ربیع الاول شریف سنہ [illegible]

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھُمَّ لَکَ الحمدُ یا من لوجھک الکریم الحمد کلہ علی ما افضت علینا نعمائک الکاملۃ اتمہا وادومہا - وبک الالحاح والاضطرار یامن باصابعک القلوب وتصاریفھا صرف قلوبنا الی رضائک وموجباتہا عن سخطک وغضبک وقہرک وما یوصل الیھا - والصلوٰۃ والسلام علی من بعث الینا بایسر الشریعۃ واتمہا واطیبھا - والتحیۃ الزکیۃ بحضرت من التمسک بذیلہ النجات عن الفتن واشرارھا والاعتصام بسنتہ الصیانۃ عن الضلالۃ وظلماتھا - و علی آلہ وصحبہ الذین ھم نجوم الھدایۃ وسفنہا و علی من تبعھم و تبع تابعیھم الذین ھم خیر القرون واھلھا - وعلی ائمۃ المجتھدین الذین ھم الجماعت وارکانھا - وعلی جمیع من تعلموا الدین وتفقھوا فیہ الذین ھم علماء الملۃ وامنائھا والاقتفاء باثارھم الاتقاء عن البدعۃ ومحدثاتھا -

## اما بعد

مسلمانوں کو نگلنے کے لیے اس وقت دو اژدہے منھ کھولے دوڑے پھر رہے ہیں - ہر ایک اس فکر میں ہے کہ مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اُن کو لقمہ تر بنالیا جائے - ایک "کانگریس" - دوسرے "لیگ" - کانگریس تو [illegible] مسلمانوں کو اپنا بنانے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ [illegible] غلامی سے نجات دلا کر اُنکی اپنی حکومت یا سوراج قائم کرنا چاہتی ہے - اسلئے اسے

تمام باشندگان بھارت کو خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں متفق و متحد کیکے ایک آواز بلند کرتا ہے جو اُسوقت تک خاموش نہ ہو جب تک بدیسی دیش والوں کو ان کا بھارت نہ دیدیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا وجود وہ وجود ہے جو ایک ہزار سال تک ہند کے تخت حکومت پر قابض تھا۔ اور قوت و طاقت اور تعداد میں آج بھی دوسرے درجہ پر ہے۔ ہندوستان کی اتنی زبردست قوت اگر جنگ آزادی میں حصّہ نہ لے تو انگریز کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ ہاں واقعی اہل بھارت ہماری حکومت سے گلو خلاصی چاہتے ہیں اور صرف اس قوم کے چیخ و پکار پر جو ہزار سال تک غلامی میں چین کی نیند سو رہی تھی ہندوستان جیسی بڑی عظیم الشان سلطنت کیسے چھوڑ دیں گے۔ ہاں جب اس آواز کی ہمنوا وہ قوم بھی ہو جو صدیوں تک بلکہ اپنی ابتدائی زندگی سے لیکر آج تک حکومت و سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے ہو۔ یہی نہیں بلکہ جسکی تخلیق کا منشا ہی خلافت ارضی کے نظم و نسق کا سنبھالنا ہو اور طالبان آزادی سے متفق و متحد ہو کر نعرۂ آزادی بلند کرے تو اس آواز میں کچھ اثر ہوگا۔ اور اس نعرہ میں رعب ہوگا۔ اسلیئے کانگریس اپنے جائز و ناجائز قوت و دباؤ سے مسلمانوں کو اپنا بنانے مسلمانوں کے حقوق کو ہڑپ کرنے کیلئے صرف کر رہی ہے۔ اور اُسوقت تک صرف کرتی رہیگی جب تک اُسکے اُسمیں مکر و حیلہ فریب و دولت و ثروت کی قوت و طاقت ہے یا مسلمانوں کو اپنے اندر مدغم کر کے فنا نہ کر لیگی۔

لیگ اسلئے مسلمانوں پر دانت پیوست کئے ہوئے ہے کہ اسکا دعویٰ ہے کہ کانگریس ہندوستان کو آزاد کرنے کے بہانے مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بنانا چاہتی ہے۔ انگریزوں کے پنجہ سے چھڑا کر اپنے جنگل میں پھنسانا چاہتی ہے۔ انکو اپنے دین و ملت سے بجبر و اکراہ منحرف کر کے ان سے اسلامی ارادت کھینچ لینا چاہتی ہے۔ مسلم قوم کے مذہبی شعار و امتیاز کو مٹا کر ان کو ہندوؤں کے خود ساختہ رسم و رواج میں جکڑ دینا چاہتی ہے۔ ان کی مسجدوں کو مسمار کر کے مندریں بنانا چاہتی ہے۔

اذانوں کے بجائے گھنٹے اور سنکھ، نمازوں کے عوض مورتی پوجا رائج کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو اپنے دین وملت کی حیات و بقا کے لئے منظم طور پر کوئی اقدام کرنا چاہیئے اور کانگریس کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے کسی ایسے تریاق اکبر کو حرز جان کرنا چاہیئے جو اس کے سمی پھونکوں کے اثرات کو ختم کردے۔ ان کو ایسی نڈر قوت کی ضرورت ہے جو آگے بڑھکر اس سانپ کو کچل کر ہلاک کردے جو اسلام اور اسلامیات کو ڈسنے کیلئے ہر وقت تاک میں بیٹھا رہتا ہے۔ وہ تریاق اکبر نہیں مگر مسلم لیگ اور وہ بہادر نڈر قوت نہیں مگر مسلم لیگ۔ لہذا صاف طور پر آئینہ کی طرح نتیجہ نکل آیا کہ مسلمانوں اگر اپنی زندگی پیاری ہے۔ اپنا مذہب پیارا ہے۔ ان کو مذہب کے شعار و امتیاز کو باقی رکھنا ہے۔ تو جلد از جلد مسلم لیگ میں شریک ہو کر اس کو عروج و ترقی دینے میں اپنی ہر امکانی جد وجہد صرف کریں۔ اس کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنے حریف کانگریس کو اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہونے دے۔ اس کی طاغوتی قوتوں کا سر توڑ دے۔ اس کو فنا کرکے اسلام و مسلمین کو چین کی زندگی نصیب کردے۔

اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے ان دونوں جماعتوں کے اصلی خد وخال سے قطع نظر کرلیں۔ یہ کون ہیں، کیا کر رہے ہیں۔ ان سوالوں سے آنکھیں میچ لیں اور صرف ان کی بیان کی ہوئی برسر کار آنے کی علت غائی پر نگاہ ڈالیں۔ یعنی ایک ناواقف انسان کی طرح صرف ان کے دعووں کو دیکھیں اور محض ان کی ڈینگوں کو ان کی دوڑ دھوپ کا مآل سمجھیں تو کوئی ایسا پہلو نہیں ملتا کہ ہم ان سے دور و نفور رہیں۔ مثلاً کانگریس انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنا اپنا مقصد اساسی بتاتی ہے مسلمانوں کو اس سے کیا مخالفت ہوسکتی ہے۔ یہ انگریز، سمندر پار کے انگریز، ان کو کیا حق حاصل تھا کہ وہ ہم سے ہماری حکومت چھین کر ہمیں غلام بنائیں۔ ہمارے جان، ہمارے مال پر غاصبانہ قبضہ رکھیں۔ ہماری زیست و موت کے مالک بنیں۔ یہ جذبہ تو بہیرا ہوا!

اور اچھی طرح مسلط ہو گیا۔ تو پھر انگریزوں سے نفرت کی چنگاری قلب و دماغ میں آتشکدہ بن کے بھڑک اٹھیگی۔ غلامی کی ذلت کا احساس ہماری زندگی پر لعنت بھیجیگا۔ ہماری روح ہمارے جسم میں رہنے کو عار سمجھے گی۔ اور ہماری پوری کائنات ہم سے بزبان ہو کر پکار اٹھیگی قربان کرو جو کچھ تمہاری ہستی میں ہے۔ قربان کرو آزادی حاصل کرنے کیلئے۔ غلامی کی لعنت سے نجات حاصل کرنے کیلئے۔ ہمارا ضمیر ہم سے پکار پکار کر کہیگا کہ رگوں میں خون ہو اور خون میں دوڑنے پھرنے کی قوت بھی ہو اور پھر یہ غلامی کا طوق گلے میں، تف تمہارے خون پر، تمہارے خون کی حرارت پر، اور اسکی قوت، تگ و دو پر۔

اسی طرح مسلم لیگ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کانگریس صرف ہندوؤں کی جماعت ہے۔ وہ صرف ہندوؤں کے مفاد کو ترقی دینا چاہتی ہے۔ وہ مسلمانوں کو سبز باغ دکھا کر اس طرح ذبح کرنا چاہتی ہے کہ وہ بلک اور تڑپ بھی نہ سکیں۔ مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی حقوق کی حفاظت کرنیوالی اور ترقی دینے والی صرف مسلم لیگ ہے۔ کون مسلمان ہوگا جو اس سے ذرہ برابر اختلاف کر سکتا ہے۔ ہر ایک مسلمان کانگریس کی مسلم کش اور ہندو نواز پالیسی کے خلاف مسلم لیگ سے پورے طور پر تعاون کرنے کیلئے تیار ہو جائیگا۔ یہ ہندو جو ایک ہزار سال تک ہمارے غلام رہے۔ ہم نے انکو چین کی زندگی بخشی اور سکھ کی نیند سلائی، اب ہمکو کمزور محسوس کر کے ہمیں مٹانا چاہتے ہیں۔ ہماری مسجدیں شہید کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری اذانوں کو روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارے مذہبی شعار کو مٹانے کا منصوبہ باندھتے ہیں۔ ہم سے ہمارا دین، ہماری دنیا چھیننے کا قصد رکھتے ہیں۔ اگر ہمارے دل میں دین کی محبت اور مذہب کی الفت ہے ہمکو ہماری زندگی محبوب ہوگی تو ہم ہر اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوڑ پڑینگے جو ہمکو مذہب کی حفاظت کے لہجہ میں سنائی دیگی پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم مسلم لیگ کے اس نظریہ کی مخالفت کریں جو وہ کانگریس کے خلاف رکھتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر کانگریس کے صرف اس وانت کو دیکھا جائے جو صرف دکھانے کے [illegible] اٹھانے کے نہیں) یعنی انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنا۔ یونہیں لیگ کے اس نظریہ پر نگاہ ڈالی

جاسکے جو جال کا دانہ ہی جالی نہیں یعنی کانگریس کی مسلم کشی سے محفوظ رہنا۔ انکا رویہ کیا ہے؟ ان کے بڑے بڑے کس طرح زمانہ کے ساتھ ساتھ کروٹ پر کروٹ بدلتے ہیں۔ انکی جد و جہد کا رخ کیا بتا رہا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ ان سے تعلق و وداد میل و محبت رکھنے کا ان کے منہ سے نکلی ہوئی افواہوں پر اعتبار کا شریعت میں کیا حکم ہے۔ ان تمام باتوں سے آنکھیں بند کیجائیں تو لیگ واقعی مسلم لیگ ہے۔ اور کانگریس باشندگان ہند کو غلامی سے نجات دلانے والا ناخدا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کسی جماعت کے صحیح حالات معلوم کرتے وقت، صرف اسکے منہ سے نکلے ہوئے اقوال پر اکتفا کیا جو تا ہے۔ کیا صرف کاغذ کی ناؤ کا سہارا کافی ہوتا ہے۔ اقوال و افعال میں مطابقت و عدم مطابقت، تحریری پروپگنڈوں و تعمیری اقدامات میں موافقت و عدم موافقت صدق پرستی و کذب نوازی کا معیار نہیں ہے۔

اگر اسکا جواب ہاں ہے اور صرف ہاں ہی تو آئیے اور تھوڑی دیر ان دونوں جماعتوں کے لمبے لمبے دعوے اور افعال و کردار میں اس بے تعلقی کو دیکھا جائے جو انکی سچائی اور رجوعِ ثانی کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ظاہر کردے۔

# کانگریس

ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوستان میں زمانہ دراز سے ہندو مت رہتا سہتا تھا۔ اسی کی بستی تھی، اسی کی آبادی اور اسی کی سلطنت بھی۔ مگر جب دنیا میں اسلام رحمتِ خداوندی کی صورت میں تشریف لایا تو اس نے جس طرح اپنے فیض عام کی بارشوں سے ریگستان عرب کے بگڑے ہوئے انسانوں کو اخلاق و تمدن سے سبزہ زار بنایا۔ اور ایران و روم سے قیصر و کسریٰ کی شاہنشاہی جور و استبداد مٹا کر خلافت اسلامیہ کا رحم و عدل سایہ گستر کر دیا۔ اسی طرح ہندوستان کو بھی اینٹ و پتھر کی ڈنڈوت سے نجات دیکر رب العلمین کی بارگاہ میں سربسجود کر دیا۔ ہندوؤں کے ان ظالمانہ رسم و رواج کو جو خود انکی زندگی ستیاناس کر رہے تھے، توڑ پھوڑ کر انکو اسلامی آزادی سے بہرہ ور کر دیا۔ محمد بن قاسم نے اس مبارک اقدام کی ابتدا کی۔ سلطان محمود غزنوی اور

محمود غوری نے اسکو پورے طور سے کامیاب بنایا۔ ہندوستان کے اس سرے سے لیکر اُس سرے تک اسلام کی شوکت و حشمت سکہ نشین کر دیا۔ پھر حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ رحمتہ واسعہ نے ہندوستان تشریف لاکر اپنے جد کریم کے دینِ پاک کی اُس بلند پیمانہ پر نشر و اشاعت کی کہ دنیا والوں نے یدخلون فی دین اللہ افواجا (لوگ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہونگے) کی تفسیر اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ اب کیا تھا تھا وہ ہندومت جو جسم بھرے اپنے قید و بند میں سارے ہندوستان کو لئے ہوئے تھا، اپنی بازار برباد ہوتے دیکھ کر اپنی ہر ممکن جد و جہد اسکے اقدام کو روکنے بلکہ اسکو فنا کرنے کی طرف مبذول کر دیا۔ مگر ع

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے — اتنا ہی یہ ابھریگا جتنا کہ دباؤ گے

اسلام بڑھتا ہی گیا اور اتنا بڑھا کہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ پر چھا گیا۔ اور وہ وقت آگیا کہ ہندو ملت کو سر جھکانا پڑا۔ اپنے سینکڑوں رسم و رواج کو اپنے مذہب سے نکال کر پھینکنا پڑا۔ پورے ہزار سال تک اسلام اسی شان شوکت کے ساتھ ہندوستان میں امن سکون کی زندگی بخشتا رہا۔

**کانگریس کا قیام** مگر جبکہ خود اہل اسلام اپنے پیارے مذہب کے احکام سے بے پرواہی برتنے لگے (کفر و شرک کے مرتکب ہوئے) اور عیش و بدمستی کے گھنونے سے آلودہ ہوگئے سلطنت کے نظم و نسق مذہب و ملت کی نشر و اشاعت پر غور و خوض اور اس عمل درآمد کے بجائے اپنے اوقات رقص و سرود سے لذت اندوزی میں صرف کرنے لگے تو عذاب خداوندی انگریزوں کے تسلط کی شکل میں نازل ہوگیا۔ پھر ۱۸۵۷ء کا وہ ہنگامہ بھی برپا ہوگیا جس نے مسلمانوں کے رہے سہے عزو وقار کو بھی کو تہ برد کر دیا۔ مسلمانوں نے جب اپنی حالت کو بدل دیا تو اِن کے رب نے بھی اُن۔ النعم کو بدل دیا۔ اِنَّ اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتّٰی یغیروا ما بانفسھم

خدا نے آجتک اس قوم کی حالت نہیں بدلی — نہ ہو جسکو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

ہمارے برادرانِ وطن چپکے چپکے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ ایک ہزار سال تک مسلمانوں کے غلام رہے، مگر انکی غلامی سے آزادی حاصل کرنیکی فکر نہ ہوتی (حالانکہ بقول انکے مسلمان بھی بدیسی ہیں) کیوں؟ اسکا جواب ہندوؤں سے اور تاریخ سے پوچھ لیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اگرچہ حیرن

تھے اور رہنا و محکوم۔ گر مسلمانوں نے ہندؤوں کو ذمی ہونے کی وجہ سے وہ مراعات دے رکھے تھے جس نے ہندؤوں میں یہ احساس بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ ہم غلام ہیں اور مسلمان حاکم مگر جب انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ان کو بھی غلام بنا لیا تو احساس غلامی پیدا ہوا۔ اور چند ہی برسوں کے بعد نعرہ آزادی بلند کرنے لگے۔ بھولے بھالے مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ ہندو غیور غلامی کی لعنت سے بیزار ہیں۔ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ایسی جد و جہد کرنا چاہتے ہیں جو انکے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی بھی آزادی پر ختم ہوگی۔

**تحریک آزادی کی تہہ کا راز** مگر حقیقت میں تحریک آزادی کی تہہ میں کون جذبہ کام کر رہا تھا اس سے عوام مسلمین بے خبر تھے۔ وہ ہندو جنکی سلطنت و حکومت اور خود ساختہ دھرم کے ظالمانہ رسم و رواج کو مسلمانوں نے چکیوں میں مسل دیا تھا۔ اور ان کے دھرم کے وہ قوانین جو ہندو مت کی پیشانی پر لعنت کا دھبہ تھے اور ہیں مٹا کر قوانین الٰہیہ کی روشنی پھیلائی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہندو مت کے یہ قانون کہ برہمن تو علم و فضل حاصل کر سکتا ہے مگر دوسری قومیں خصوصیت سے اچھوت علم کی ہوا کے بھی قریب نہیں جا سکتے۔ چھتری تخت حکومت پر عیش و آرام کی زندگی بسر کرے اور اچھوت کوڑا کرکٹ صاف کرے، غلاظت کے ٹوکرے ڈھوئے۔ مردار کھا کر عمر بسر کرے۔ برہمن چونکہ علم حاصل کر کے دھرم و مت کی خدمت کرتے ہیں اسلئے انکی زندگی کی پوری کفالت دوسری قوموں پر مذہباً واجب ہے۔ چھتری چونکہ سلطنت کے نظم و نسق کو سنبھال کر امن قائم رکھتا ہے اسلئے اسکی بھی ضروریات کی کفالت دوسری قوموں پر مذہباً واجب ہے۔ عورت کے مرنیکے بعد مرد جتنی چاہے شادی کرے۔ مگر عورت کی زندگی میں اگر مرد مر جائے تو عورت بھی اسکے ساتھ جل کر ستی ہو جائے۔ اینٹوں کی پوجا کرنا، مٹی کی ڈنڈوت کرنا۔ پانی کی پرستش کرنا۔ درخت کے سامنے سر گرانا وغیرہ وغیرہ۔ کیا انسان کو پنپنے اور ترقی دے سکتے تھے۔

اسلام نے آکر پنڈتوں اور برہمنوں کے سارے ڈھکوسلوں کو مٹا کر اپنی عالمگیر

اخوت اور جائز مساوات ہندوستان میں پھیلا دیا۔ ایک ہی صف میں اعلیٰ و ادنیٰ، امیر و غریب، شاہ و گدا کو کھڑا کرکے بارگاہ معبود برحق میں سربسجود کر دیا۔ ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
صاحب بندہ و محتاج و غنی ایک ہوئے — تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اور صاف صاف اعلان کر دیا۔ یہ ذاتیں پاتیں عزت و ذلت کی دار و مدار نہیں۔ اعلیٰ ادنیٰ کی پہچان نہیں۔ یہ آپس میں امتیاز و تعارف کیلئے مقرر کیگئی ہے۔ اصلی عزت اپنے پیدا کرنیوالے سے ڈرنا اور اُسکے اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب کرنا ہے۔ حقیقی ذلت اس کی مقرر کردہ حدود سے تعدی کرنا اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نہ بچنا ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

ان ہمہ گیر و ہر دلعزیز اصول کے سامنے ذاتی رسوم کس طرح ٹھیر سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج اسلام کے نام لینے والے ہندوستان میں دس کروڑ شمار کیے جاتے ہیں اسکے ساتھ ہی ساتھ ہندو ہزار دنیاوی جاہ و حشم رکھتے ہوئے بھی مذہبی حیثیت سے مسلمانوں سے آنکھ نہیں ملا سکتے۔

جبتک مسلمانوں کی حکومت تھی یہ ہمت تو نہیں ہوئی کہ خفیہ طور پر بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ترکیبیں کریں۔ مگر جب انگریزوں نے نہیں بلکہ خود مسلمانوں کے کرتوتوں نے انہیں غلام بنالیا تو ہندوؤں کو رام راج قائم کرنے کی سوجھی، اور مسلمانوں کی رہی سہی حیثیت بھی فنا کرنے کی دھن میں مصروف ہو گئے۔ اپنی حکومت اپنی تہذیب اپنے تمدن کی تباہی و بربادی کا احساس انکے سینہ میں ناسور پیدا کیے ہوئے تھا۔ اب جبکہ مسلمان بظاہر بے دست و پا ہو گئے تو انکو اُن سے انتقام لینے کا اچھا موقع ہاتھ لگا۔ مگر مسلمان ہزار

تباہی و بربادی تک۔ وجہ وہ مسلمان تھے انکو فنا کرنا بڑی بات تھی۔ انکے تہذیب و تمدن کو مٹانا تو جوئے شیر آوردن کا مضمون تھا۔ انکے حق میں کوئی معمولی سا بھی سفر اقدام کرنا لوہے کے چنے چبانے کے مترادف تھا۔ اسلیئے جیساکہ حضرت سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دشمن جب تمام حیلوں سے عاجز ہو جاتا ہے تو دوستی کا سلسلہ قائم کرتا ہے اور دوستی کے پردہ میں وہ کام کرجاتا ہے جو دشمن ہوکے بھی نہیں کرسکتا تھا، ہندو موقع کے منتظر رہے۔

ہندؤں کی خوش قسمتی اور سر سید احمد خاں کے فیض سے ہندوستان میں مسلمان کہلانیوالوں میں کچھ ایسے افراد پیدا ہوگئے جو آزاد خیال ہونیکی وجہ سے ہر طرح آزاد رہنا چاہتے تھے۔ مذہب کی پابندی انکے نزدیک مُلّوں کا ڈھکوسلا تھی۔ اسلیئے انکی ماں نے جیسے آزاد جنا تھا اُس سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ کے آزاد رہنا چاہتے تھے۔ کیسا مذہب کیسے مذہب کے احکام۔ مگر انکے اس خیال میں حارج سب سے زیادہ وہ حضرات تھے جن کے ہاتھوں میں مذہب کی باگ ڈور تھی، جو فاقہ کشی، تہیدستی کے باوجود مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ حضرات علماء اہلسنت کا اعزاز ان مسٹروں کی نگاہوں میں اور خار بن کے کھٹکتا تھا۔ اسلیئے ان کو فکر ہوئی کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے جسکے نتیجہ میں عوام علماء کرام کی مٹھیوں سے نکل کر ہمارے چنگل میں آجائیں تاکہ ہم اپنی الٹی سیدھی گنگا بہانے میں کوئی روک ٹوک نہ کرسکے اور اگر کوئی کرے بھی تو ہم اپنی قوت سے اُسکو کامیاب نہ ہونے دیں۔ اسلیئے ان مسٹروں کی غضب آلود نگاہیں علمائے کرام اور انکے اقتدار پر پڑتی تھیں۔ انکو بھی یہ فکر تھی کہ کسی طرح ان حضرات کے اقتدار کو نقصان پہونچا کر اپنی راہ کا روڑا ہٹا کر اپنی ٹانگیں اڑانے کا بندوبست کرلیں۔

اب ہندؤں کو خود مسلمان کہلانے والوں سے ایسے افراد مل گئے جو ان کے بالکل ہمخیال تھے اور انہیں کی طرح مسلمانوں کے گلے پر چھری پھیرنے کیلئے بیچین، ان دونوں قسم کے افراد کے مجموعہ سے کانگریس قائم ہوئی۔

کانگریس نے [illegible] شروع کردیا۔ [illegible] مسلمانوں کو [illegible] کہ تم ایک ہزار سال اس سرزمین پر حاکم رہ چکے ہو اب انگریزوں نے تمکو اور ہمارے ساتھ ہمکو محکوم

بنا لیا ہی آؤ ہم اور تم ملکر متحد ہو جہد کریں اور اسوقت تک چین نہ لیں جبتک آزادی نہ مل جائے
کانگریس نے اس آواز کو بلند سے بلند تر کیا۔ اسمیں نکتہ یہی تھا کہ زور دار بنا یا مسلمانوں سے لمبے
چوڑے وعدے کئے۔ اور پھر اس ترکیب کو جو مسلمانوں کو کانگریس میں لا سکتی تھی عمل میں لائے
تحریک آزادی کی چنگاری دھیمے دھیمے سلگتے سلگتے بھڑک اٹھی اور ایسی بھڑک اٹھی کہ ہر اہل ہندوستان
اس آگ میں کود پڑا۔ الا ماشاء اللہ۔ علماء کرام سے مولوی عبد الباری صاحب لکھنؤ سے مولوی
عبد الماجد صاحب بدایوں سے۔ ابو الکلام آزاد۔ علی برادران۔ یہاں تک کہ شیخ الہند محمود الحسن
دیوبندی۔ پانچوں سواروں میں ہم بھی ہیں کہتے ہوئے آ دھمکے۔

**تحریک خلافت** وقت کی بات ترکستان سلطان عبد الحمید خان رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کی حکومت سے معزولی کا سوال کیا پیدا ہوا کہ اس فتنہ میں جان آ گئی۔ اور پھر اہل وطن
کی بن آئی۔ اس حکومت کو خلافت سے تعبیر کرنے کا سبق علماء کرام کو پڑھایا گیا۔ پھر اہل وطن
اس معاملہ میں مسلمانوں کے پورے ہمنوا ہو گئے۔ اب کیا تھا خلافت کی ایسی ہوا چلی جو
ہر مسلمان کے مال و متاع جان و آبرو پر عذاب بن کے نازل ہوئی۔ مسلمانوں کی گروہ کی گروہ
جماعت کی جماعت اس معاملہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کیلئے بیچین نظر آنے لگی۔ ہر ہر
قصبہ ہر ہر دیہات مطالبہ خلافت کیلئے میدان جہاد بن گیا۔ جہاں دیکھو گاندھی کی جے کے ساتھ ساتھ
زمانہ خلافت کا مشہور شعر ؎

بولیں اماں محمد علی کی | جان بیٹا خلافت پہ دیدو

بچے بچے کی زبان پر نعرۂ تکبیر کے ساتھ ساتھ گاندھی کی جے۔ طالبان آزادی کا امتیازی نعرہ ہو گیا
یہی وہ تحریک تھی جس نے گاندھی کو بنیئے سے مہاتما، اور جواہر لال کو پنڈت سے شہرۂ آفاق
لیڈر بنا دیا اسی پر بس نہ ہوا گاندھی کو مذکر من اللہ (نبی) بنایا گیا شردھانند جیسے دشمن اسلام
کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھایا گیا۔ تلک کی مردہ لاش کو کندھا دیا گیا قشقہ لگایا گیا
خطبوں میں اللہ و رسول کے بعد گاندھی کا نام جپا گیا۔ نماز پڑھنے کیلئے اس سے اجازت لی گئی۔
صراط المستقیم کی تفسیر میں کانگریس کا جلوہ نظر آنے لگا۔ حد ہو گئی فرنگی محل کے آخری متاع علم و نوری

عبدالباری نے گاندھی کو صاف صاف لکھ کر بھیجدیا کہ میرا حال تو اس شعر کے مطابق ہے ؎

عمر یکہ بآیات و احادیث گزشت          رفتی و نثار بت پرستی کردی

مختصر یہ کہ ہندو جس وقت کا انتظار کر رہے تھے وہ وقت آ پہنچا مسلمانوں کے دوست بننے کے بعد انکو وہ سب کچھ کرنیکا موقع مل گیا جو دشمن ہوتے ہوئے کبھی بھی نہیں مل سکتا تھا ہندوؤں کی مقبولی و ہر دلعزیزی نام نہاد مسلمانوں میں اس سے بڑھ کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ وہ مذکر من اللہ (نبی) نظر آنے لگے - انہی لنگوٹی براہمن کو جو قرآن و حدیث کی خدمت میں بسر ہوتی تھی فخر کے ساتھ نثار کیا گیا - ہندوؤں نے سمجھ لیا کہ اب مسلمان ہماری مٹھی میں آگئے اور اب ہماری ہر آواز پر انکی بھیڑ کی بھیڑ استعمال کرنے کیلئے دوڑ سکتی ہے لہذا دیر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور انکو جو کچھ کرنا تھا اسکا افتتاح کر دیا۔

## علماء اہلسنت کا اعلان حق

ہندوستان کی اکثریت کانگریس کے اشارہ پر زیر و زبر ہونے کیلئے تیار تھا اور کانگریس کے ہر حکم پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے بے چین کیونکہ علماء گاندھویہ اپنے گڑھے ہوئے نبی کی ہر تحریک کو خدا کی تحریک بنانے کیلئے ہر وقت قرآن و حدیث بغلوں میں لئے پھرتے تھے۔ مگر ایسے وقت میں بھی جبکہ کانگریس کے تسلط نے آنکھوں کو بے نور، قلوب کو بے بصیرت اور دماغوں کو ماؤف کر دیا تھا ایک مقدس جماعت تھی جو ان شور و شر سے الگ تھلگ اپنے سچے نبی اور برحق مذہب اسلام کی آواز کو بلند کرنے اور اسکی نشر و اشاعت میں مصروف تھی، ایسے وقت میں جبکہ کانگریس کے شور و شر میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی، اور نہ کان میں اتنی گنجائش تھی جو کانگریس کے خلاف کسی آواز کو سن سکے۔ کانگریس کے برانگیختہ کئے طوفان نے کسی انسان میں اتنی ہمت ہی نہیں باقی رکھی تھی جو اسکی روک تھام کر سکتا تھا - اسی ہندوستان میں حضرت نوح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کچھ ایسے والا جاہ غلام تھے جو اس طوفان میں بھی دین و ملت کی کشتی ساحل نجات کیطرف لئے جا رہے تھے۔ اور ان موجوں میں جو پہاڑ کیطرح بلند تھیں جبکہ بڑے بڑے تنکے کی طرح بہے جا رہے تھے اسلام و اہل اسلام کو جودی تک پہنچانے کی جد و جہد میں مشغول تھے - وہ

جماعت تھی۔ نار المسندہ کی وہ عشرت تھے علماء اہلسنت جنہوں نے بلا خوف لومۃ لائم اور اعلان فرما
دیا کہ کانگریس اسلام و مسلمین کیلئے مار آستین اور شہد میں ملا ہوا زہر ہلاہل ہے۔ ہندو دشمن اسلام
و مسلمین ہیں۔ ان سے کسی بھلائی کی امید کرنا۔ ان کے لمبے لمبے چوڑے چپڑے وعدوں پر پھولنا
سخت غلطی ہے۔ یہ تمہیں اپنے منہ سے خوش کرتے ہیں اور اپنے سینے میں تمہیں ملیا میٹ کرنے
کے جذبات لئے بیٹھے ہیں۔ آج تمکو اپنا بنانے کیلئے تمہیں شہد دکھا رہے ہیں مگر موقع پاتے ہی تمہیں
ایسا زہر دینگے کہ پھر تم سوائے نزع اور کوئی کروٹ بھی نہ لے سکو گے۔

کیف وان یظہروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا ولا ذمۃ یرضونکم بافواھھم و
تابیٰ قلوبھم واکثرھم فسقون ہ (کیسے تم اعتبار کرتے ہو) اور انکا حال یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو
نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ عہد کا۔ اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اور انکے دل انکار کرتے ہیں اور اکثر انکے بے حکم ہیں)

یہ ہندو تمہارے پرانے دشمن ہیں یہ تمہیں فنا کرنے اور مٹانے کی ہمیشہ تدبیریں کرتے رہے اور آج جو
کر رہے ہیں آئندہ جو کچھ کرینگے وہ گزشتہ سے بڑھکر ہے۔ انکا اقوال و افعال تم سے عداوت کی شہادت دے
رہے ہیں۔ اور جو ان کے سینہ میں چنگاری دبی ہوئی ہے وہ بہت ہی خطرناک اور مہلک ہے۔

یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم
قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الایت ان کنتم
تعقلون ہ مگر کون نشانیاں سنتا ہے دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے سننے کی طاقت سلب ہو چکی ہے۔ دیکھنے کی قوت ان
اور عقل چھین لی گئی۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم
عذاب عظیم ہ ہندوؤں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔ اسکے رسولوں کو جھٹلایا۔ قرآن مجید سے انکار کیا۔ پھر تم کیسے
یقین کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی بھلائی کرینگے۔ وہ اللہ کے اللہ کے رسول کے دشمن ہیں پھر تمہارے
کیسے دوست ہو سکتے ہیں۔

یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان
ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون ہ اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست
نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں۔ اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کریگا وہی ظالموں سے ہے۔

ہندوستان کے اسلامی مرکز بریلی شریف میں اعلحضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین ملت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا مولوی حافظ قاری الحاج شیخ احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تھے۔ اور بہار و علاقہ بہار میں سلطان العارفین الکاملین ظل اللہ علی العلمین واقف رموز جلی و خفی حامل اسرار ظاہری و باطنی حضور کا سمہ نور النور شاہ نور الہدیٰ قدس سرہ العزیز تھے جنہوں نے ہر ممکن کوشش اس فتنہ کے فرو کرنے میں اور اس طوفان کو ختم کرنے میں صرف کی مگر ان طالبانِ آزادی نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر جوش استکبار میں منھ پھیر لیا۔

جعلوا اصابعھم فی اٰذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا

انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ہٹ کی اور بڑا غرور کیا۔

ان عقل و دیانت کے دشمنوں نے رب العلمین کی ان آیات بینات کو سنا اور سمجھا۔ اور نہ علمائے کرام کے مبارک ارشادات پر کان دھرا۔ بلکہ ان آیات کریمہ سے انکار کے ساتھ ساتھ علمائے کرام سے تمسخر اور ٹھٹھا کرنے لگے۔ کلما مر علیہ قوم منہ سخروا منہ حضرات علمائے اہلسنت نے ان بدمستوں کو صاف صاف طریقہ سے بتایا کہ یہ ہندو بھی تمہارے رب کے دشمن ہیں اس کی شانِ الوہیت میں عیب لگانے والے ہیں۔ اس کی ذات میں اس کی صفات میں اینٹ پتھر جانور درخت پانی کو شریک کرتے ہیں۔ تمہارے آقا و مولیٰ محبوب رب العلمین کی رسالت کے منکر ہیں پھر کس منطق سے تمہارے خیرخواہ ہو سکتے ہیں۔ جس طرح تمہارے پروردگار کے دشمن ہیں۔ تمہارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں اُسی طرح تمہارے بھی دشمن ہیں اور سخت ترین دشمن ہیں۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا یقیناً حتماً تم ایمان والوں سے سخت عداوت کرنیوالا یہودیوں اور ان لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے شرک کیا۔

مگر ان ہلاکت زدوں نے ان ارشادات ربانی کی طرف بلانیوالے علمائے اہلسنت کو گورنمنٹ کا پٹھو اور وظیفہ خوار کہا۔ ان گاندھی کے مفت خرید غلاموں نے ان دین و ملت کی جانب بلانے والے وارثین انبیاء علیہم السلام کو انگریزوں کا زر خرید بگار کہا۔ اب وقت آچکا تھا کہ ان آوارہ قسمتوں میں

[illegible] زیادہ عبرت پڑتا۔ ان کے ظالموں کی [illegible] اکان باعث مہلکات القرنیہ [illegible]
لہٰذا رہبرانِ اسلام و وطن نے جن مقاصد کی تکمیل کیلئے یہ ساری ہنگامہ آرائی کی تھی ان کو یکے بعد
دیگرے پورا کرنے کے لئے مصروف عمل ہوگئے۔

# نان کوآپریشن یا ترک موالات

ہندوستان میں حکومت کھونے کے بعد بھی مسلمان ابھی تک بہت سی حیثیتوں سے ہندوؤں سے آگے تھے۔ چونکہ انگریزوں سے قبل بھی ہندوستان کے فرمانرواں تھے اسلئے ان میں حکومت کا پورا سلیقہ موجود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکومت کے عہدوں پر مسلمان کثرت سے قابض تھے۔ تجارت میں بھی بہت آگے تھے۔ اس وقت بھی تجارت کا سرمایہ بہت سا ولایتی اشیاء تھیں۔ مسلمان فطرتاً کھانے پینے پہننے اوڑھنے میں شوقین ہیں۔ عمدہ چیزیں آج کی طرح کل بھی ولایتی ہوتی تھیں۔ ہندوستانی پارچہ بافی تمام کی تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔

گاندھی کے دور اندیش دماغ میں نے سوچا کہ نان کوآپریشن یعنی "انگریزوں اور ان کے دیسی کی چیزوں سے بائیکاٹ" ایسی ترکیب ہے جو مسلمانوں کو پیچھے ڈھکیل سکتی ہے اور پھر انکی جگہوں پر ہندوؤں کو قبضہ دلانا کوئی مشکل نہیں۔

نان کوآپریشن کی تحریک اٹھی۔ علماء گاندھویہ نے اس کو ترک موالات سے تعبیر کرکے قرآن سے ثابت کر دیا۔ اور آن کی آن میں گاندھی کے فریب کو فرمان خدا بنا کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دیا گیا۔ پھر اس کے نتائج اہل بھارت کے حق میں مفید اور انگریزوں کے حق میں مضر اپنے زور بیان سے ثابت کر رہے ہیں۔ اور علماء گاندھویت قرآن کریم کی آیتیں پڑھ پڑھ کر۔ ابھی سیکڑوں دیکھنے والے موجود ہیں جو شہادت دے سکتے ہیں کہ کس ناعاقبت اندیشانہ طور پر مسلمانوں نے آنکھیں بند کرکے کروڑوں روپے کے مال کو جو ان کی تجارت اور روزمرہ کی ضروریات کی متاع تھا، آگ میں پھونک ڈالا۔ اپنے

[illegible] ڈھیر کا ڈھیر جلا کر راکھ کر ڈالا۔ گورنمنٹی ملازمتوں

مستعفی ہوگئے۔ گاندھی کا حکم صادر ہوا تھا۔ جو ولایتی کپڑے والے کے دلیسی کھدر پہنو۔ غریب مسلمان سمجھے کہ گاندھی جی نے ہماری بھلائی کی کیسی بہتر تدبیر نکالی۔ بُننے والے تو ہمیں لوگ ہیں مگر جبکہ خود گاندھی کی ملوں نے ہاتھ سے تیار کئے ہوئے کپڑوں سے عمدہ اور سستے کھدروں سے بازار پاٹ دیا تو پاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ جب گورنمنٹی عہدوں پر مسلمانوں کے بجائے ہندو قابض ہوگئے تو آنکھیں کھل گئیں۔ ورجن ولایتی اشیاء کی خرید وفروخت کانگریسی دھرم میں حرام قطعی تھی، ہندوؤں کو انہیں اشیاء کی بازار لگاتے دیکھا تو ہوش اڑ گئے۔ مگر اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

## شدھی و سنگھٹن کی تحریک

ابھی بر[illegible] نہیں ہوا۔ ابتداء ہو چکی تھی، نان کوآپریشن کے ایک بہت بڑے حامی ہندو لیڈر نے جب جیل سے بلا کسی شرط کے رہا ہونے کے بعد شدھی و سنگھٹن یعنی مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک پورے جوش وخروش سے شروع کیا، تو اب بنائے کچھ نہ بن سکتا تھا۔ کروڑوں روپے کے سرمایہ کو پھونک ڈالنے کے بعد مال کی اتنی معتدبہ پونجی نہ تھی کہ اس سے مدد لیکر اس تحریک کو روکتے، گورنمنٹی عہدے ہاتھ میں نہیں کہ اسکے اثر سے کوئی کارروائی کرتے گاندھی سے عرض کرتے ہیں تو وہ ان کی بیوقوفی پر مسکرا کر رہ جاتے ہیں۔ دنیاوی قوت نہ ثروت کے بغیر اپنے آپکو تباہ و برباد ہوتے دیکھ رہے ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتے۔ اب مساڑہ کی عقل کوئی کام نہیں کرتی۔ ایسے وقت میں جبکہ اسلام کو ذبح کیا جا رہا تھا۔ یہ مدعیان خیر خواہی اسلام دم سادھے مردہ بنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب وہ لوگ جن کو کل تک گورنمنٹ کا خیرخواہ کہا جاتا تھا۔ اسلام مسلمین کو برباد ہوتے ہوئے دیکھ کر میدان میں تشریف لائے اور شدھی اور سنگھٹن کے خلاف وہ کامیاب اقدام فرمایا جس نے ہمیشہ کے لئے اس ناپاک تحریک کا خاتمہ [illegible] کا خاتمہ تو ہو گیا مگر اس تحریک نے مسلمانوں کو کس قدر نقصان پہنچایا۔ اسکے [illegible] پوچھئے۔ کتارپور سے پوچھئے، ان سرزمینوں سے پوچھئے جو مسلمانوں کے خون ناحق سے رنگی گئیں

جہاں مسلمانوں کی عزت و آبرو مال و متاع کو برباد کیا گیا - انکی مسجدوں، انکے گھروں کو گھروندا
سمجھکر مسمار کیا گیا یا نگاڑا گیا، مسلمانوں کو اذاں سے روکا گیا - قربانی جیسے شعار دین سے زبردستی
روکا گیا - اور وہ سب کچھ کیا گیا جو کچھ ہندو کر سکتے تھے، جسکے کرنے کی انکے بازوؤں میں قوت تھی
ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمانوں پر زیست دشوار کر دی گئی - ان کو سانس لینا مشکل کر دیا۔
ایسے وقت میں جبکہ اسلام و مسلمین نزع کی سکرات سے ہمکنار تھے ان کو دوسری زندگی دینے والے
یہی علمائے اہلسنت ہیں اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کو ان مصائب و آلام میں مبتلا کرنے والے
وہی لیڈران ہیں جنہوں نے دوسروں کے ابھارنے پر مسلمانوں ہندوؤں کی لنگوٹی میں مقید
کر دیا جنہوں نے کانگریس کو جنم دیا - اس کی پرورش کی اسکو پروان چڑھایا - استعارے کنائے
کی کوئی ضرورت نہیں، صاف صاف سنئے محمد علی۔ شوکت علی۔ لیگیوں کے بنائے ہوئے
قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح ظفر علیخاں صاحب بہادر - خلافت کمیٹی کے مولانا صاحبان عبد الباری
لکھنوی و عبد الماجد صاحب بدایونی - حسرت موہانی وغیرہم کہ یہی وہ مجاہدان ملت ہیں جو ملت
اسلامیہ کو اپنی آنکھوں سے تباہ ہوتے دیکھتے تھے اور پھر بھی مسلمانوں کو کانگریس میں جھونک رہے
تھے - کانگریس کے استھان پر مسلمانوں کے خون کی بھینٹ چڑھا رہے تھے کہ یہ گورے تو نظروں
سے دور ہوں - پھر چاہے کالے کالے دیو یا دیوتا کیوں نہ مسلط ہو جائیں - انگریزوں سے تو
آزادی مل جائے - پھر چاہے ہمراہیان وطن کے چنگل ہمیں جینے بھی نہ دیں - انہیں سرفروشان
ملت نے شردھانند کو جامع مسجد کے منبر پر بٹھا کر کتھا کہلایا - انہیں غیوران ملت نے تلک کی
مردہ ملکٹی اٹھائی - انہیں جدید مذہب کے پرستاروں نے گاندھی کو مذکر من اللہ (نبی) کہا، متبوع
اللہ و رسول کے بعد گاندھی کا بھجن گایا - اور آج بھی جبکہ مذہب تباہ کیا جا رہا تھا ان کے کان پر
جوں تک نہ رینگی۔ مسلمان ذبح کئے جا رہے تھے اور یہ لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے، بلکہ الٹے
مسلمانوں کو شانتی کی تعلیم دیتے تھے - ان کے سامنے صلح و آشتی کے فضائل بیان کرتے تھے،
ان لیڈروں کو کوئی احساس نہیں ہوا اگر عوام اب ہوش میں آ چکے تھے - بر وقت علمائے اہلسنت
کی رہنمائی نے ان کی آنکھیں کھول دی تھیں - ان کے تن بدن سے آزادی کا فوت ہو چکا تھا

صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کی تصویر وہ نہیں دیکھنے سننے سمجھنے کی قوت آچکی تھی۔ مگر ایسے وقت جبکہ ایک چھوڑ دوسری غلامی (ہندوؤں) اور (انگریزوں) کے طوق اور بیڑیوں نے ہلنا جلنا دشوار کر دیا تھا، اللہ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہو چکی تھی۔ در در کی ٹھوکریں کھا چکنے کے بعد اب آئے اور انہیں کے دامن میں آئے، جن کو کل تک گورنمنٹ کا وظیفہ خوار سمجھ کر ان کے سایہ سے بھاگنے کی کوشش کرتے تھے مگر آج سوائے ان رحمۃ العٰلمین کے کفش برداروں کے اور کوئی ٹھکانا نہ تھا، اسٹیشن سے بھاگنے کے بعد سوائے اس کے اور کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ آج انکو یقین ہو گیا کہ اگر ہم نے اسی وقت علماء اہلسنت کی اتباع کی ہوتی۔ فرمان خداوندی پر عمل کیا ہوتا تو یہ ناکامی کا منھ نہ دیکھنا نصیب ہوتا اور یوں تباہی و بربادی کے گڑھوں میں گر کر ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھانا نہ پڑتا۔

یہ تو ان عوام کا حال تھا جو غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کانگریس کا شکار ہوئے تھے، مگر لیڈروں کے خواص جو کسی دوسرے کی ابھار پر جہاد آزادی کیلئے صف آرا ہوئے تھے جن کو یہ خیال دن رات بیچین کئے رہتا تھا کہ یہ مُلّے بھوکے پیاسے رہکر ٹوٹی پھوٹی بوریوں پر بیٹھ کر عوام مسلمین کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ بڑی سے بڑی طاغوتی قوتوں کو چٹکیوں سے مسل دیتے ہیں، اور ہم اسکے باوجود کہ کروڑوں روپے پھونکنے کے بعد لندن سے ڈگریوں پر ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں اور نیو لائٹ سے دنیا کو روشن کرنا چاہتے ہیں، مگر کوئی کوڑیوں کے بھاؤ بھی نہیں پوچھتا یہ آزاد نیچر پرست طبقہ کانگریس کی حمایت اس لئے کرتا تھا کہ اسکے ظلِ عاطفت میں رہکر ان پیشوایان ملت کے بجائے اپنے آپکو قائد ملت اسلامیہ بنالیا جائے اور عوام کو اپنی مٹھی میں لیکر اپنا الو سیدھا کیا جائے جبکہ کانگریس مسلم کشی میں مصروف ہو گئی اور عوام مسلمین اسکے ساتھ ہی ساتھ ان نیچری لیڈروں سے بھی دور و نفور ہو گئے تو انکو سخت خلش ہوئی کہ اب کون سا داؤ چلا جائے کہ ہم سے بگڑے ہوئے عوام پھر ہماری ہمنوائی کرنے لگیں۔ انہیں آزاد دشمنوں کے ساتھ ہی ساتھ ان علماء کا گروہ بھی تھا جو کسی وقت کانگریس کے دوش بدوش پر پھول کر عوام کو اسکی آگ میں ڈھکیل چکے تھے۔ اور اب جبکہ ما تخفی صدورھم اکبر (جو ان کے

سینوں نے چھپا رکھا ہے [illegible] ہر ہر پہلو [illegible]

انکو بھی یہ دھن سوار تھی کہ کسی طرح اپنے چہرہ کی سیاہی دھو سکیں اور دوبارہ عوام کو اپنی مٹھی میں اس طرح گرفتار کریں کہ پھر آئندہ رہائی کی کوئی سبیل بھی نہ نکل سکے۔

# مسلم لیگ کا قیام

رات دن کے غور و خوض کے بعد یہ طے ہوا کہ عوام اب کانگریس سے بالکل متنفر ہیں۔ اب انکو کانگریس کی طرف کسی قیمت پر بلایا جائے ہرگز نہ آئیں گے۔ بلکہ الٹے بلانیوالے کی شامت آجائیگی۔ اسلئے یہ طے ہوا کہ اب کانگریس کے مقابلہ کا محاذ رچاؤ۔ اور کانگریس نے مسلمانوں پر جو مظالم توڑے ہیں ان سے انتقام کی ہوا چلاؤ۔ اب پھر وہ مسائل جو مسلمانوں کی قیادت کے خواب دیکھ رہے تھے دھڑا دھڑ میدان میں کود پڑے۔ اور وہ حضرات جو کانگریس کی ہمنوائی کی سزا میں عوام میں اپنا اعتبار کھو بیٹھے تھے دوبارہ اسلام کی خیر خواہی کا بیڑا اٹھایا۔ وہ مسلمان جو [illegible] صدی سے برابر ٹھوکر کھا رہے تھے حکومت چھینی گئی۔ ۱۸۵۷ء [illegible] نے آخری [illegible] عزت تباہ و برباد کر دیا۔ کانگریس نے رہی سہی سکت کا ستیاناس کر دیا۔ پریشان تھے۔ مضطرب تھے۔ جس جانب چشمہ شیریں سمجھ کر لپکے وہ سراب نکلا۔ جدھر ہمدردی کی صدا سنکر بڑھے ادھر دھوکہ پایا۔ ان کے قلوب سچے ہمدرد کیلئے تڑپ رہے تھے مگر سچی ہمدردی کرنیوالا نہ تھا مسلمانوں کے قوائے عملیہ کانگریس سے انتقام لینے کیلئے جذبات [illegible] رہے تھے۔ مگر کوئی انکو سہارا دینے والا نظر نہ آتا تھا۔ ایسے وقت میں مسلم لیگ کا جال بچھا۔ [illegible] کے مناسب کانگریس سے مقابلہ کا اعلان کیا گیا۔ وہ مسلمان جو کانگریس کے خلاف صف آرا ہونے کیلئے بیچین تھے مسلم لیگ کی [illegible] ٹوٹ پڑے اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ اسکی تقویت کرنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان کے طول و عرض میں لیگ پھیل گئی اور اس شان سے پھیل گئی کہ بہتیری خانقاہوں سے مشائخ کرام تسبیح و مصلی پھینک پھانک کر اسکی صف میں آنے لگے۔ بہتیرے مدرسوں سے علماء بغلوں میں قرآن و حدیث دبائے ہوئے دوڑ پڑے۔ لیگ کا نعرہ تھا مسلم لیگ کے لیڈروں کی زبانوں پر کانگریس سے مقابلہ کا نعرہ بھی تھا دستور کی اساس [illegible] مسلمانوں کے حقوق [illegible] و مذہبی مفاد

کو ترقی دینا بھی مرقوم تھا۔ کس کو شبہ ہو سکتا تھا۔ اگر کسی کو شبہ ہو بھی تو مجال کیا تھی کہ جو
میں آنے تی آواز بلند کرے۔ اگر بلند بھی کرے تو سیدھا جواب تھا کہ یہ لوگ کانگریس کے
وظیفہ خوار ہیں۔ مختصر یہ کہ لیگ بلا کسی اختلاف کے مسلمانوں کی نمائندہ بن گئی۔ اگر کسی نے
اختلاف کیا بھی تو ان اختلاف کان لم یکن شیاء مذکورا (گویا کوئی بات ہی نہیں)
بنا دینے کی کوشش کی گئی۔

ان عوام بیچاروں کو کیا خبر کہ اس دکھاوے کی شہد میں وہ زہر ملا ہوا ہے جس کا نتیجہ
کی صورت سوائے موت کے اور کچھ نہیں۔ وہ کیا جانتے تھے کہ اسلام کی حفاظت کا نام لیکر اس کو
مسخ کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ ہمیں اسلام کی حمایت کیلئے بلا کر ہمارے
ہاتھوں سے پیارے اسلام کو ذبح کیا جائیگا۔ خبر ہو تو کیسے انکی باگ ڈور جن کے ہاتھ میں تھی
وہ خود ان کو ایندھن بنا کر اس آگ میں جھونک رہے تھے۔ پتہ ہو تو کیسے جن کی اندھی تابی
پر ایمان لا کر انکے اشارہ پر اپنی کشتی حیات چھوڑ بیٹھے تھے، وہ لوگ خود انکو گرداب میں پھنسا رہے
تھے۔ انہیں علم ہو تو کیسے جو لوگ انکے دین اور دین کے نظام کے معتمد علیہ تھے وہ خود انکو دوسروں کے
حوالہ کر رہے تھے۔ اے کاش کہ انکی آنکھیں ایمان کی روشنی میں دیکھتیں کہ ابھی کل ہی لیڈر کہتے کہ
مسلمانوں کو زبردستی ہندوؤں کے حوالہ کر رہے تھے اور جب انکو فرمان خداوندی سنایا جاتا اور
یہی مشائخ طریقت اور علماء شریعت (جو آج لیگ میں شریک ہیں) سناتے تو یہ لیڈران لوگوں
کا مذاق اڑاتے۔ فرمان خداوندی سنانے کو گورنمنٹ کی وظیفہ خواری سے تعبیر کرتے۔ اے کاش کہ عقل
ہوتی اور عقل میں قوت مفکرہ ہوتی کہ اتنی سی بات سوچتے اور سمجھتے کہ ابھی کل کی بات ہے کہ یہی
نیچر پرست مسٹر و گاندھویت کے علماء ملت ہیں جنہیں ہندو مسلم اتحاد و وداد میں ساری ترقی
مضمر نظر آتی تھی، ہندوؤں کی دھوتی میں گھسنے سے دین و دنیا ملتا تھا پھر آج کس طرح ہندوؤں سے
علیحدہ ہو کر انکی لنگوٹی سے دو۔ اور کسی کے پتلون میں چھپنے سے دین و دنیا کی بہتریاں ملیں گی
لا تعمی الا بصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

# کانگریس کی منسٹری کا زمانہ

یہی سبب ہو رہا تھا کہ گزشتہ الیکشن ہوا۔ جن صوبوں میں ہندوؤں کی اکثریت تھی وہاں ہندوؤں کی اور جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی وہاں مسلمانوں کی منسٹری قائم ہو گئی ہندو اور مسلمان میں مذہبی کشیدگی کے علاوہ سیاسی کھینچا تانی بھی پیدا ہو گئی۔ کانگریس کی منسٹری نے ہندوؤں کے دلوں میں رام راج کی یاد تازہ کر دیا۔ جہاں جہاں انکو قوت حاصل تھی وہاں وہاں مسلمانوں کو ذبح کرنے لگے۔ انکے مال و متاع کو لوٹنے لگے۔ انکی عزت و آبرو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہندوستان کے اس سرے سے لیکر اس سرے تک تقریباً ہر ہر شہر ہر ہر قصبہ ہر ہر دیہات میں مسلمانوں کے چین و آرام کو تباہ کیا گیا۔ لیگیوں کو خصوصیت سے لیڈروں کو اس سے بہتر اور کیا موقع مسلمانوں کو اپنانے کا مل سکتا تھا۔ جہاں جہاں فسادات ہوئے ان میں چند مقامات پر فسادات ختم ہو جانے کے بعد پہنچے، دعوتیں اڑائیں۔ چندے وصول کئے۔ لکچر دیئے۔ کاغذی ہمدردی کے ریزولیوشن پاس کئے۔ چندے اپنی جیبوں میں اور ہمدردی کے ریزولیشن لیگ کے دفتر میں محفوظ کر کے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

ہندوؤں کے مظالم نازل ہوئے مقامی مسلمانوں پر، گرفتاریاں ہوئیں ان کی۔ مقدمات میں مبتلا ہوئے وہ لوگ۔ اخراجات سے زیر بار ہوئے وہ لوگ، اور خیر خواہ بنے و دعوتیں اڑائے لیڈران اور تھیلیاں وصول کرنے والے مساٹرہ ۵

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد     جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

ہندوستان میں کانگریس قائم کر کے مسٹروں اور نیچریوں کو جو کامیابی نصیب نہ ہوئی تھی وہ اب مسلم لیگ قائم کر کے مولوی کہلانے والوں کے ہاتھوں حاصل ہو گئی۔ اور وہ بھی اتنی عظیم الشان کہ جس پر اب مولوی صاحبان بھی رشک کرتے رہیں، حد ہو گئی۔ وہ انسان جس کا کوئی پتہ ٹھکانہ نہیں تھا مسلمانوں کے خود ساختہ امیر ملت کی بارگاہ سے قائد اعظم و مجاہد ملت کا خطاب پاتا ہے، جو غریب کلمہ شریف تک صحیح نہ پڑھ سکے بسم اللہ شریف تا ہجے بھی نہ کر سکے وہ انکو تا قائد ملت اسلامیہ بنایا گیا، جس کی

گدھ ہور ننگ، لیس تو کی اسپلنگ درست کرنے میں گزری وہ علماء کرام کے سینے کھولنے لگا اور کاشف صدور ہو گیا۔ اور اسکے تکبر نے اسکا دماغ ایسا بڑھایا کہ اس غرور کے مجسمے نے

اعلان کر دیا کہ "ہم نے نام نہاد مولاناوں کے اقتدار کا خاتمہ بھی ایک حد تک کر دیا ہے جو دوسروں کی انگیخت پر قوم کے جذبات سے کھیلتے ہیں" (سیرت محمد علی جناح صفحہ ۱۲۵)

# مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد

غالبًا اب تک جو کچھ میں نے تحریر کیا اس کو یقین کرتے ہوئے ناظرین جھجکتے ہوں گے۔ اسلئے میں لیگ کے اغراض ومقاصد بیان کر کے اسکو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں

**مقصد اوّل** ہندوستان میں جس قدر مسلمان اور مسلمان کہلانے والے ہیں، جیسے مسلمانان اہلسنت۔ وہابیہ۔ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین وروافض۔ خوارج۔ قادیانیہ۔ بابیہ۔ بہائیہ۔ چکڑالویہ۔ نیچریہ۔ گاندھویہ۔ خاکساریہ۔ ان سب کے سیاسی ومذہبی حقوق ومفاد کو ترقی دیجائے اور اُن کی حفاظت کیجائے۔ ان فرقوں میں سوائے اہلسنت کے تمام کافر مرتد بے ایمان۔ مبتدع فاسق ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقائد آپ حضرات کے پیش نظر کر دیئے جائیں۔ پھر آپ حضرات کا ایمان خود ہی بتا دیگا کہ ان کو ایمان سے کیا تعلق ہے۔

## (۱) وہابی

**ان کی ابتدا** صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا "اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت دے" کچھ لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے لئے نجد میں (یارسول اللہ) فرمایا اے اللہ ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں اے اللہ ہمارے لئے برکت دے ہمارے یمن میں۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ۔ راوی فرماتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ تیسری مرتبہ حضور نے فرمایا

یعنی حضور نے جب ایک مرتبہ شام اور یمن کیلئے دعا برکت فرمائی تو پھر لوگوں نے عرض کیا
کہ نجد کیلئے دعا برکت فرمائیں تو حضور نے فرمایا) ھناک الزلازل والفتن وبھا
یطلع قرن الشیطان ○ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں۔ اور وہاں شیطان کا
سینگ نکلے گا۔ حضور صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسب الارشاد ۱۲۲۳ھ
ہجری سے زلزلوں اور فتنوں کی ابتدا ہوئی اور شیطان کا سینگ محمد ابن عبدالوہاب نجدی
اور اس کی ذریات کی شکل میں نکلا جیسا کہ عبداللہ تھانوی نے حاشیہ نسائی شریف میں
صاف صاف تحریر فرمایا ہے۔ یونہیں علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار ج
۳ صفحہ ... میں صاف تصریح کی ہے۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین
وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان
من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذالک قتل اہل السنۃ وقتل
علمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین
عام ثلث وثلثین ومائتین والف۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے متبعین میں واقع ہوا
جو نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر غالب ہوئے اور اپنے آپکو حنبلی مذہب ظاہر کرتے تھے لیکن دراصل
انکا عقیدہ یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہلسنت اور
علماء اہلسنت کا قتل جائز سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت توڑ دی اور انکے شہر ویران کیے اور اسلامی
لشکروں کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ھ میں۔

**کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان** | اسی شیطان کے سینگ ابن عبدالوہاب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام
کتاب التوحید رکھا۔ اسی کتاب التوحید کا ترجمہ اردو میں دہلی کے ایک مولوی مسمی اسمٰعیل نے کیا اور
اسکا نام تقویۃ الایمان رکھا۔ اس کتاب میں شان الوہیت و رسالت میں کیسے سخت اور ناپاک
جملے لکھے گئے ہیں اور کس طرح بیباکانہ طور پر گستاخیاں کی گئی ہیں وہ ملاحظہ کرنے کیلئے دیکھئے
اس میں سے منجملہ بیان بطور نمونہ چند کا ذکر کردیتا ہوں تاکہ مسلمان انکو دیکھ کر ان سے بچتے رہیں۔

# وہابیوں کے چند عقاید

**روئے زمین کے تمام لوگ کافر ہیں** ابھی علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گزرا کہ وہابیہ کے سابقین اولین (عبد الوہاب اور اس کی ذریت) اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو مشرک جانتے تھے اسی وجہ سے انکو ان کے علماء کو قتل کرتے تھے، ان کا ہندی امام اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں صفحہ ۴۲ پر لکھتا ہے "پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سو نہ باقی رہیگا زمین پر کوئی کہ اسکے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا مگر مار ڈالیگی، اسکو آگے بیٹھے سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی چل گئی وہ باؤ (ہوا) ٹھنڈی اور مر گئے وہ لوگ کہ تھا ایمان بیچ دل اسکے برابر ذرہ کے (دیوبندی اردو) بالکل صاف صاف ہے کہ جب وہ ہوا چل چکی جس کے اثر سے تمام ایمان والے مرجائیں گے اور زمین پر کوئی ایسا نہ رہیگا جو ایمان والا ہو تو پھر اب زمین پر کون مومن یا کون مسلمان رہا۔ حتیٰ کہ خود آنجناب بھی۔

**(۲) کتب الہیہ و انبیاء علیہم السلام کو ماننا خبط ہے!** ہر مسلمان جانتا ہے کہ ایمان اللہ اور اسکے رسولوں اور اس کی کتابوں کے ماننے کو کہتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا نہ ماننا کفر ہے۔ ارشاد باری ہے: امن الرسول بما انزل الیہ من ربھم والمومنون کل امن باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ ماما رسول نے جو اترا اس کے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے سب مانا اللہ کو اور اسکے فرشتوں کو اور کتابوں اور رسولوں کو (ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب)

مگر وہابیوں کے امام صاحب فرماتے ہیں: جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانیے اسکے سوا کسی کو نہ مانیے۔ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ کسی کو میرے سوا نہ مانو۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ ماں اور وں کو ماننا خبط ہے صفحہ ۱۴،۱۶،۱۷،۱۸ (تقویۃ الایمان)

**وہابیوں کے نزدیک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔** مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر موت محض وعدہ آیہ کل نفس ذائقۃ الموت (ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے) کے پورا ہونے کیلئے ایک آن طاری ہوئی تھی پھر وہ ہمیشہ کیلئے ویسا ہی زندہ ہو گئے جیسے دنیا میں تھے ان کا برزخ میں تصرف رکھتے ہیں ۔۔۔ ۔۔۔ جبیب سیالکوٹی

اسکو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اسکا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں
جس سے پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ کی قوت
سماع سے سنتا ہو اسکی قوت بصر سے دیکھتا ہو اسکی قوت گرفت سے پکڑتا ہو اسکی قوت رفتار سے
چلتا ہو۔ یہاں تک کہ اللہ اسکا ہو جائے اور وہ اللہ کا ہو جائے۔ اسکے قبضہ قدرت سے کائنات
کی کون سی چیز باہر ہوگی۔ اور اللہ عزوجل نے عطا فرمایا ہے اور جن جن اشیاء پر تصرف
کرنے کی قوت و طاقت ہوتی اسکا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ دنیا کی کون سی چیز ایسی ہوگی
جو انکے مبارک ہاتھوں میں نہ ہوگی۔ ان سے شرق تا باہر ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ رسالت
سے لیکر آج تک مسلمانوں میں رائج و معمول ہے کہ مقربان بارگاہ الٰہی سے امداد و اعانت طلب
کیجاتی ہے۔ اپنے مصائب و آلام میں انکو یاد کرتے ہیں۔ ان سے مشکل کشائی چاہتے ہیں اور
یہ حضرات اپنی خداداد قوت و طاقت سے اپنے نام لیواؤں کی بحکم الٰہی مدد فرماتے ہیں۔ حضرت
عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:۔

حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ
را بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشان رائج و معمول گردیده
چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است صہ ۲۹۶ و ۲۹۰

حضرت امیر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی پاک اولاد کو تمام امت پیروں کی طرح مانتی
ہے۔ اور تکوینیہ کو ان کے ساتھ وابستہ جانتی ہے۔ فاتحہ اور درود اور صدقات اور نذر ان کے نام
پر رائج اور معمول ہے۔ ایسا ہی تمام اولیاء اللہ کے ساتھ معاملہ ہے۔

مگر وہابیوں کے امام صاحب فرماتے ہیں:۔ "جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے
مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اسکو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا۔ پھر خواہ یوں سمجھے
کہ ان کاموں کی طاقت انکو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر
طرح شرک ہے۔" (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)

## (۲) دیوبندی

**اسمٰعیل دہلوی کے زہریلے اثرات** اسمٰعیل دہلوی نے شانِ الوہیت و رسالت میں جو بیباکیاں کیں انکی دنیوی سزا سرحد کے پٹھانوں نے پورے طور سے دیدی۔ مگر چونکہ یہ بدنصیب دلی کے مشہور گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اسلئے اندھی تقلید کے دیوانے اس سے اسی طرح وابستہ رہے جیسے پہلے تھے۔ یہی نہیں بلکہ وہ منافقین جو اپنے پرانے امام عبداللہ ابن ابی لعنۃ اللہ علیہ کے ان کارناموں کو جو انہوں نے کلمہ گو ہوتے ہوئے شانِ رسالت کی تنقیص و توہین کے سلسلے میں انجام دیئے تھے پھر سے دہرانا چاہتے تھے بجد ذوق و جھجکوں سے بیدار ہو گئے۔ اپنے امام کی اتباع میں اپنے زبان و قلم کو بے لگام کر کے توہینِ مصطفےٰ میں مصروف کر دیا اور قطب الارشاد حجۃ الاسلام حکیم الامۃ شیخ الحدیث کہلاتے ہوئے بھی اس طرح توہینِ مصطفےٰ کرنے لگے کہ اگر ان کا رئیس (عبداللہ ابن ابی) آج زندہ ہوتا تو توہینِ مصطفےٰ کا ان سے سبق پڑھتا۔

**ہندوؤں کو توہینِ مصطفےٰ کی جرأت** ہندوستان میں ہزار سال سے اسلام تھا مصطفےٰ پیارے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عظمت و عزت کا ڈنکا بجتا رہا۔ مگر شاید ہی کسی متعصب سے متعصب ہندو کو توہینِ مصطفےٰ کی جرأت ہوئی ہو۔ مگر جب ان کلمہ پڑھنے والے دشمنانِ مصطفےٰ نے اپنے دل کا بخار ذاتِ پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نکالنا شروع کیا تو ہندوؤں میں بھی دیانند۔ شردھانند پیدا ہو گئے اور انکو بھی رنگیلا...... جیسی ناپاک ملعون کتاب لکھنے کی جرأت ہو گئی۔ کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ جب ان کا کلمہ پڑھنے والے ہی ان کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں تو پھر ہم کیوں خاموش رہیں اور وہ بدلگام ہو کر توہینِ مصطفےٰ کے مرتکب ہوئے۔

# دیوبندیوں کے چند عقائد

یہ فرقہ وہابیوں کی ایک شاخ ہے۔ اور مذکورہ بالا عقائد میں اپنی جنس (وہابیہ) کے بالکل متفق ہے اور وہابیوں کی طرح شیطان کے سینگ عبدالوہاب نجدی کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:۔

"محمد ابن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے مذہب حنبلی.

رکھتا تھا۔ عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے لوگوں کو روکتا تھا۔ مگر مزاج میں تشدد تھی (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲۵ حصہ اول صفحہ پر فرماتے ہیں) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب انکا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی، مگر انکے مقتدی اچھے ہیں اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا سا ہے۔ ملخصا جس طرح وہابیوں کی مذہبی کتاب التوحید اور اسکا ترجمہ تقویۃ الایمان ہے اسی طرح دیوبندیوں کی مذہبی کتاب بلکہ عین ایمان تقویۃ الایمان ہے۔ جیساکہ دیوبندیوں کے قطب جی فرماتے ہیں۔ اسکا (تقویۃ الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا عین ایمان ہے۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲) اس کے علاوہ توہین مصطفی میں ان سے دو ہاتھ آگے رہیں۔ اور شان مصطفی میں اس قدر بدلگام ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ بطور نمونہ کے چند عقیدے ذکر کر دیئے جاتے ہیں کہ مسلمان اسکو دیکھیں اور ان سے دور و نفور رہیں۔

| دیوبندیوں کے نزدیک خدا جھوٹا ہے! | مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ رب تبارک و تعالی تمام سچوں سے زیادہ سچا ہے اور جھوٹوں پر لعنت برساتا ہے۔ |
|---|---|

ارشاد فرماتا ہے:۔ "ومن اصدق من اللہ قیلا" اللہ سے زیادہ سچا کون ہے" مگر دیوبندیوں کے نزدیک خدا جھوٹ بول سکتا ہے بلکہ جھوٹ بول چکا۔ جیسا کہ ان کے ایک سرغنہ نے اپنے فتوی میں لکھدیا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے (یعنی خدا جھوٹ بول چکا) ایسے کو تضلیل (یعنی گمراہ کہنا) و تفسیق (فاسق کہنا) سے مامون کرنا چاہیے۔

| دیوبندیوں کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے شیطان علم میں زیادہ ہے | مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ عالم الغیب والشہادۃ علیم و خبیر رب تبارک و تعالی |
|---|---|

نے اپنے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام روئے زمین کا علم عطا فرمایا اور دنیا کا چپہ چپہ انکے پیش نظر کر دیا۔ خود فرماتے ہیں:۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ ٥ بیشک اللہ تعالی نے تمام دنیا میرے پیش نظر کر دی ہے پس میں اسکو

قائم کرتے ہیں اسمیں ان واقعات کو جو قبل ولادت اور وقت ولادت اور بعد ولادت ظہور میں آئے بیان کرتے ہیں۔ ذکر ولادت کے بعد کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ مگر دیوبندیوں کے قطب جی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں صفحہ ۱۴۸ پر تحریر کیا ہے:۔

"یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔"

## دیوبندیوں کی پہچان

دیوبندی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد ایسے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے روبرو کبھی اسکو بیان نہیں کر سکتے اسلئے عوام مومنین سے اسکو چھپاتے پھرتے ہیں اور عام مسلمانوں کے سامنے ایسے عقیدہ رکھنے والوں کو کافر بھی کہدیتے ہیں حنفی چشتی مجددی نقشبندی بھی بنتے ہیں مگر اپنے سینہ میں عداوت مصطفےٰ چھپائے رکھتے ہیں جس سے عوام انکی میٹھی میٹھی باتوں میں آجاتے ہیں اور انکی لمبی لمبی نمازوں اور اونچے اونچے پاجاموں میں پھنس جاتے ہیں تو انکے ایمان پر ڈاکہ ڈال کر عداوت مصطفےٰ بھر دیتے ہیں اسلئے ان کی پہچان بتائی جاتی ہے کہ مسلمان اسکے ذریعہ سے پہچان کر پہلے ہی روز ان سے دور رہیں۔ دیوبندی وہ ہیں جو مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند، مولوی شبیر احمد دیوبندی، مولوی ظفر احمد تھانوی اور ان کے چیلوں کو پیشوا مانے ان کو بڑا جانے، انکو مسلمان کہے، ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ کہے یہی دیوبندی کی پہچان ہے۔ جو شخص ان باتوں کا ماننے والا ہو انکو اپنا پیشوا تسلیم کرتا ہو ایسے لوگوں سے ملنے پر بس یقین کر لیں کہ یہ پکا کٹر دیوبندی ہے اگرچہ وہ اپنے آپکو پکا سنی اور پکا حنفی بتائے۔

## (۲) نیچری

یہ فرقہ بھی وہابیت کی پیداوار ہے۔ جب سے ان کے امام نے لکھدیا ہے کہ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ اللہ و رسول کے کلام کا سمجھنا بہت مشکل ہے اسکو بڑا علم چاہیئے سو یہ بات بہت غلط ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ) اسوقت سے ہر جاہل گیدی اپنی خواہش نفسانی کے مطابق عقاید و مسائل گھڑتا پھیلاتا رہتا ہے، اس مذہب کا اصل بانی تو وہی اسمٰعیل دہلوی ہے اور اس کا اوتار سر سید احمد خاں بانی اسلامیہ یونیورسٹی علیگڈھ ہے۔ اس فرقہ کا اصل اصول مسئلہ یہ ہے کہ جو کچھ ہے نیچر (فطرت) ہی ہے۔ نیچر کے ہاتھ میں اس طرح رہنا چاہیئے جیسے نکیل تھامنے والے ساربان کے ہاتھ میں اونٹ۔ قرآن و حدیث کے معنی اور فرشتوں اور رسولوں، جنت اور دوزخ تمام کی حقیقت وہی ہے جو نیچر بتلائے اور وہ بھی وہ نیچر جو یورپ کی نیولائٹ سے روشنی پاتی ہے۔

| نیچر کی ترجمانی اپنی زبانی | سر سید احمد خاں اپنے ایک مضمون میں جو سنہ ۱۲۹۶ھ میں شایع ہوا تھا تحریر کرتا ہے :- |

"خدا نے ہماری جان کو ہماری سمجھ کو، ہمارے قیاس کو ہمارے دل و دماغ کو، ہمارے روئیں روئیں کو نیچر سے جکڑ دیا ہے۔ ہمارے چاروں طرف نیچر ہی نیچر پھیلا دیا ہے۔ نیچر ہی کو ہم دیکھتے ہیں۔ نیچر ہی کو ہم سمجھتے ہیں، نیچر سے خدا کو پہچانتے ہیں، پھر نیچری نہ ہوں تو کون ہوں" پھر ساڑھے آٹھ سطر کے بعد تحریر ہے :- "جب ہمارا دادا ابراہیم نیچری تھا تو ہم اسکی نا خلف اولاد نہیں ہیں جو نیچری نہ ہوں۔ نیچر ہمارے خدا کا ہمارے باپ دادا کا تمغہ ہے۔ ہم نیچری ہیں، ہمارا خدا نیچری، ہمارے باپ دادا نیچری" (ترجمانی صفحہ ۸۶) اس دریدہ دہن نے اپنے آپکو اپنی پوری کائنات کو، یہاں تک کہ رب تبارک و تعالیٰ اور اسکے پیارے خلیل کو نیچری بتایا کس طرح اپنی نکیل کو نیچر کے ہاتھ میں دیدیا ہے اور اپنے آپکو اپنے باپ دادا کو نیچر کا مفت خرید غلام بنایا ہے۔ اس مضمون سے واضح ہوگیا اہل اسلام کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے نور ہوتا ہے۔ انکے قلب میں بھی

نور ہوتا ہے اور دماغ میں بھی نور ہوتا ہے۔ مگر نیچریوں کے آگے بھی نیچر، پیچھے بھی نیچر، دائیں بھی نیچر، بائیں بھی نیچر، اوپر بھی نیچر، نیچے بھی نیچر، رگ رگ میں نیچر، ریشہ ریشہ میں نیچر۔ دل میں نیچر، دماغ میں نیچر، خود بھی نیچر، انکے باپ بھی نیچر، انکے رسول بھی نیچر، انکا خدا بھی نیچر۔ جس شخص پر نیچر کا بھوت اس بری طرح مسلط ہو اسکے دین ایمان کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے، وہ نیچری عقائد کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا۔

**نیچری کے نزدیک خدا بھان متی یعنی مداری ہے**

مسلمانوں کا خدا تو وہ قادر مطلق خالقِ کل ہے جسکی قدرت کے ایک کرشمہ سے یہ تمام عالم موجود ہوا ہے اور اپنی زندگی کے نظام میں مصروف ہے۔ مگر نیچریوں کے زعم میں خدا بھان متی تماشہ گر ہے جیسا کہ ان کا پیر لکھتا ہے :۔ خواہ یوں سمجھو کہ اس بڑے تماشہ کرنے والے نے جو بھان متی کا تماشہ بنایا ہے اس کے راز کو اسی بھان مت کی اصطلاحوں میں بتایا ہے (تفسیر القرآن جلد اول صفحہ ۹۹)

**نیچریوں کے نزدیک قرآن معاذ اللہ نبی کا خود ساختہ ہے**

مسلمانوں کا قرآن تو وہ قرآن ہے جسکو اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے جو درحقیقت اللہ عزوجل کا کلام اور اس کی صفت ہے۔ خود ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ بیشک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا تاکہ تم اسے سمجھو۔

مگر نیچریوں کے نزدیک نبی کے دل سے جو خطرات اٹھتے ہیں انہیں کا نام قرآن ہے۔ انکا پیر نیچر لکھتا ہے:

خدا و پیغمبر میں بجز اس ملکہ نبوت کے جسکو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبرئیل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہونچانے والا نہیں ہوتا۔ اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جس میں تجلیاتِ ربانی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ اسکا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا کے پاس سے پیغام لیجاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے، وہ خود ہی وہ مجسم چیز ہوتا ہے جس میں سے خدا کے کلام کی آوازیں نکلتی ہیں، وہ خود ہی وہ کان ہوتا ہے جو خدا کے بے حرف و بے صوت کلام کو سنتا ہے، خود ہی اسکے دل سے فوارہ کے مانند وحی اٹھتی ہے اور خود ہی اس پر نازل ہوتی ہے اسی کا عکس اسکے دل پر پڑتا ہے جسکو خود ہی الہام بتاتا ہے [illegible] (تفسیر القرآن جلد اول صفحہ ۲۲)

نیچریوں کے نزدیک جبرئیل علیہ السلام کا وجود محض وہم وخیال ہے!

مسلمانوں کا اعتقاد تو یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ عزوجل کے مقرب بارگاہ فرشتے ہیں جن کے سپرد یہ خدمت تھی کہ وہ اللہ عزوجل کا کلام اسکے رسولوں تک پہونچائیں۔ ارشاد باری ہے: قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ۔ تم فرماؤ جو کوئی جبرئیل کا دشمن ہو تو اس (جبرئیل) نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا۔" علامہ جمل اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ وجبریل اسم ملک۔ "جبریل ایک فرشتے کا نام ہے۔"

مگر نیچریوں کے نزدیک جبریل کوئی چیز نہیں ہے بلکہ محض وہم وخیال ہے جیساکہ پیر نیچر ابھی بتا چکا جس کا حوالہ گزر چکا۔ خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکۂ نبوت کے جسکو ناموس اکبر اور زبان شرع میں جبریل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہونچانے والا نہیں ہوتا۔ الی آخرہ

نیچریوں کے نزدیک وحی مجنونوں کے بڑکی طرح ہے

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وحی اللہ عزوجل اپنے مقرب فرشتے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ پیغمبروں تک پہونچاتا ہے اور نبوت اللہ عزوجل کی وہ گرانقدر نعمت ہے جس کے آگے تمام نعمتیں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ مگر نیچریوں کے نزدیک وہ جنون اور پاگل کے بکواس کے مرادف ہے۔ ان کا پیر وحی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔ "ہزاروں شخص ہیں جنہوں نے مجنونوں کی حالت دیکھی ہوگی وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانوں سے آوازیں سنتے ہیں، تنہا ہوتے ہیں مگر اپنی آنکھوں سے اپنے پاس کسی کو کھڑا ہوا باتیں کرتا ہوا دیکھتے ہیں، وہ سب انہیں کے خیالات ہیں جو سب طرف سے بے خبر ہوکر ایک طرف مصروف اور اسمیں مستغرق ہیں اور باتیں سنتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں۔ پس ایسے دلکو جو فطرت کی رو سے تمام چیزوں سے دیتا۔ اور روحانی تربیت پر مصروف اور اسمیں مستغرق ہو ایسی واردات کا پیش آنا کچھ بھی خلاف فطرت انسانی نہیں۔ ہاں ان دونوں میں اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچھلا پیغمبر۔ گو کہ کافر پچھلے کو بھی مجنون بتاتے تھے۔" (تفسیر القرآن جلد اول صہ ۲۵)

نیچریوں کے نزدیک فرشتوں کا کوئی وجود اصلی نہیں!

مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ فرشتے اللہ عزوجل کے

وہ نورانی بندے ہیں جو کھانے پینے، سونے اونگھنے سے پاک ہیں۔ اسکی نافرمانی کرنے سے معصوم ہیں۔ اللہ عزوجل کی تسبیح و تقدیس، اسکی اطاعت فرمانبرداری کرنا انکا کام ہے ارشاد باری ہے :۔ الحمد للہ فاطر السموات والارض جاعل الملٰئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع ط سب خوبیاں اللہ کو ہیں جو آسمانوں اور زمین کا بنانیوالا فرشتوں کو رسول کرنیوالا ہے جن کے دو دو۔ تین تین۔ چار چار پر ہیں۔"

دوسری جگہہ ارشاد ہے :۔ وتری الملٰئکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربھم ط اور تم فرشتوں کو دیکھوگے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے" مگر پیر نیچر اپنی کتاب تفسیر القرآن کے صفحہ ۴۹ پر لکھتے ہیں:۔
جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے انکا کوئی اصلی وجود نہیں ہوسکتا"

**نیچریوں کے فرشتے** | خدا نے قرآن میں جن فرشتوں کا ذکر کیا ہے ان کا نیچریوں کے نزدیک کوئی اصلی وجود نہیں اور فرشتے ہیں کون اسکو پیر نیچر کی زبانی سنئے۔ تفسیر القرآن میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد ہے :۔ "بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کئے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے۔"

**نیچریوں کے فرشتوں کی فہرست** | نمبر (۱) سب کا سردار جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے (۲) پہاڑوں کی صلابت (سختی)۔ (۳) پانی کی رقت (نرمی)۔ (۴) درختوں کی قوت نمو (بڑھنے کی طاقت)۔ (۵-۶) برق (بجلی) کی قوت جذب (کھینچنے) و دفع (پھینکنے) بے شمار فرشتے ؛ غرضکہ تمام قویٰ (قوتیں) جن سے مخلوقات موجود ہوئی ہیں اور جو مخلوقات میں ہیں وہی ملک و ملائکہ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے (تفسیر القرآن صفحہ ۴۱)

**پیر نیچر کا جنت کا مذاق اڑانا** | جنت کی جو حقیقت ہے وہ بالتفصیل قرآن و حدیث میں مذکور ہے اور ہر مسلمان جانتا اور اس پر ایمان رکھتا ہے۔ ارشاد باری ہے :۔
ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن ج فبای اٰلاء ربکما تکذبٰن ہ ذواتا افنان ج فبای اٰلاء ربکما تکذبٰن ہ فیھما عینٰن تجریٰن ج فبای اٰلاء ربکما تکذبٰن

فیہما من کل فاکھۃ زوجٰن ۔ فبای الاء ربکما تکذبٰن ۔ متکئین علی فرش بطائنہا من استبرق وجنا الجنتین دان ۔ فبای الاء ربکما تکذبٰن ۔ فیہن قٰصرٰت الطرف لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان ۔ فبای الاء ربکما تکذبٰن ۔ کانھن الیاقوت والمرجان ۔ فبای الاء ربکما تکذبٰن ۔

"جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اسکے لئے دو جنتیں ہیں۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ بہت سی ڈالوں والی، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اُن میں دو دو چشمے بہتے ہیں، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا ہے، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اور ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے ہیں جن کا استر قنادیز (سنگیں ریشم کا) اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو، تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں کہ شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتیں ان سے پہلے انہیں نہ کسی آدمی نے چھوا اور نہ کسی جن نے، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ گویا وہ لعل اور مونگا ہیں، تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔

وَجَزٰھُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّۃً وَّحَرِیرًا ۔ مُتَّکِئِینَ فِیہَا عَلَی الاَرَائِکِ ۔ لا یرون فیہا شمسا ولا زمھریرا ۔ ودانیۃ علیھم ظلٰلھا وذللت قطوفھا تذلیلا ۔ ویطاف علیھم بِاٰنِیَۃٍ مِّن فِضَّۃٍ واکواب کانت قواریرا ۔ قواریرا من فِضَّۃٍ قدروھا تقدیرا ۔ وَیُسقَونَ فیہا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا ۔ عینا فیہا تُسَمّٰی سلسبیلا ۔ و یطوف علیھم ولدان مخلدون ۔ اذا رایتھم حسبتھم لؤلؤا منثورا ۔ واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا ۔ عٰلِیَھُم ثیاب سندس خضر واستبرق وحلوا اساور من فضۃ ۔ وَسَقٰھُم رَبُّھُم شَرَابًا طَھُورًا ۔

"اور ان کے صبر پر انہیں باغ اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے، جنت میں تختوں پر تکیے لگائے ہونگے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ سخت سردی۔ اور اسکے سائے ان پر جھکے ہونگے اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہونگے۔ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا جو شیشے کے

مثل ہونگے کیسے شیشے چاندی کے، ساقیوں نے انہیں پورے انداز سے پر رکھا ہوگا اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہوگی، وہ ادرک کیلئے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے، جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے۔ اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت۔ ان کے بدن پر کریب کے سبز کپڑے اور قناویز کے ہیں اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی جس میں نہ نشہ ہوگا اور نہ خمار۔"

جنت کی تفصیل اور اس کے نعمتوں کی تصریح سے آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ مالا مال ہیں۔ جنت اور نعمائے جنت کی یہی حقیقت ہے جو ان آیات مبارکہ میں مذکور ہیں۔ سیدھے سادھے مسلمانوں کے اعتقاد کی پائداری کیلئے یہی دو آیتیں کافی ہیں معاند مجادل کیلئے نہ یہ کافی ہے نہ رسالہ نہ دفتر۔ ناظرین ان آیات مبارکہ کے ایک ایک لفظ کو ذہن میں رکھیں اور پھر پرویز کی تحریر یہ اس لفظ بلفظ سنیں اور ملاحظہ کریں کہ اس دریدہ دہن نے قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کا کس طرح مذاق اڑایا ہے۔ تفسیر القرآن کے صفحہ ۲۶ پر لکھتا ہے :-

"پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی اور چاندی سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ شراب شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لڑکے ہوں تو یہ قرآن کی آیت اور خدا کے فرمودہ کے بالکل مخالف ہے۔ اسی کا نام انتہی بلفظہٖ تا پھر صفحہ ۳۰ پر لکھتا ہے :- یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے۔ اس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں۔ باغ میں شاداب سرسبز درخت ہیں۔ دودھ شراب شہد کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے۔ ساقی ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے یہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں، ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے۔ ایک نے ران پر سر دھر رہا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے۔ ایک نے لب جاں بخش کا بوسہ لیا ہے، کوئی کسی کونے میں کچھ کر رہا ہے۔ کوئی کسی کونے میں کچھ۔ ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر جنت

یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجے بہتر ہیں۔" آگے لکھتا ہے :-

"ایک کوڑھ مغز ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ در حقیقت بہشت میں نہایت خوبصورت حوریں ملیں گی، شرابیں پئیں گے، میوے کھائیں گے، دودھ شہد کی ندیوں میں نہاوینگے اور جو دل چاہیگا وہ مزے اڑاویں گے۔" (تفسیر القرآن صفحہ ۴۰ و ۴۱)

پیر نیچر نے کس طرح اللہ و رسول کی بیان کی ہوئی جنت کو کوڑھ مغز ملا یا شہوت پرست زاہد کا خیال بتایا۔ کیا اسکا صاف مطلب یہ نہیں ہوا کہ معاذ اللہ اللہ عزوجل اور اسکے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوڑھ مغز ملا اور شہوت پرست زاہد بتا رہا ہے۔ تعالی اللہ عما یقولوا الظلمون علوا کبیرا۔ جنت اور نعمائے جنت کی ہنسی جس طرح پیر جی نے اڑائی ہے بہت ممکن ہے بعض کمزور عقل انسان کچھ متردد ہوجائے۔ یا اللہ عزوجل کی اس عظیم الشان نعمت سے انکار کرکے ہلاک ہوجائے، اسلئے اظہار حقیقت کے طور پر چند باتیں عرض کرتا ہوں غور سے سنئے اور یاد رکھیے۔

بات اصل یہ ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو واقعہ کے اعتبار سے صحیح ہوتی ہیں مگر انکا بیان کرنا تہذیب کے خلاف ہے، مثلاً پیر نیچر جی کے پیٹ میں سیروں پاخانہ پیشاب بھرا ہوا ہے، جس کا جی چاہے انکا پیٹ چیر کر دیکھ لے۔ مگر اسکو خواہ مخواہ لوگوں کے سامنے بیان کرنا کوئی بھی اچھا نہ سمجھے گا۔ یونہی بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو مجمل طور سے بیان کرنیکا عرف قائم ہوگیا ہے، مثلاً[1] پیر جی کی صاحبزادیاں اور بہنیں اگر رہی ہونگی تو سب کی سب چکلہ پر تو بیٹھی نہ ہونگی ان کا کسی سے نکاح ضرور ہوا ہوگا۔ اسکو یوں کہدیا جائے کہ پیر نیچر کی فلاں صاحبزادی کا عقد فلاں سے ہوا اور فلاں بہن کا نکاح فلاں سے ہوا، اسمیں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر اسی کو ذرا تفصیل کے ساتھ یوں بیان کیا جائے کہ پیر جی کی فلاں صاحبزادی کو فلاں ہتھیلے گیا اور

---

[1] نیچری تہذیب کے معنی ان سطروں کے پڑھنے سے پہلے پیر نیچر جی کی سراپا تہذیب عبارت جو انہوں نے جنت کی ہنسی اڑانے میں تحریر فرمائی ہے پڑھ لیں، پھر آگے پڑھیں ورنہ خواہ مخواہ ان

فلاں ہمشیرہ کو فلاں لے گیا۔ اور لیجا کر ایک ایک بہن کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے اور ایک نے ایک
بیٹی کے ران پر سر دھرا ہے۔ ایک چھاتی سے چپٹا رہا ہے۔ ایک [illegible] کوئی
کسی کونے میں کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کونے میں کچھ۔ تو یہی پیر نیچر جی کی صاجزادیاں، ہمشیرگان چکلے
کی طوائفوں سے دو ہاتھ زیادہ مشاق نظر آئیں گی۔ اور اس سے بھی تیز سنو۔ پیر جی کہیں کہیں سے اس کی
طرح اٹھا کے لائے نہ گئے ہونگے، بلکہ ماں باپ سے پیدا ہوئے ہونگے۔ اسی کو یوں کہہ دو کہ
پیر جی کے والد بزرگوار فلاں ہیں اور مادر مہربان فلاں، اسمیں کوئی حرج نہیں اور اگر اسی کو
ذرا تفصیل کے ساتھ یوں بیان کر دیا جائے کہ پیر جی کے ابا ان کی اماں کو لیکر کبھی انکے گلے میں
ہاتھ ڈالے پڑے رہتے تھے، کبھی ان کے ران پر سر دھر کر۔ کبھی چھاتی سے لپٹائے رہتے تھے کبھی
لب جان بخش کا بوسہ لیا کرتے تھے، کبھی اس کونے میں کچھ کرتے تھے، کبھی اس کونے میں کچھ۔
حسن اتفاق سے آپ کے والد کا نطفہ کود کر انکی مادر مہربان کے رحم میں پہونچا پیر نیچر جی قرار پائے
نطفہ کے بعد خون کی پھٹکی بنے پھر گوشت کی بوٹی بنے پھر اسمیں ناک نقشہ تیار ہوا مہینوں
تک حیض کا خون کھاتے رہے، پھر کہیں جا کر ناپاک جھلیوں میں لپٹے ہوئے جو ہے اتنے
بڑے زمین پر تشریف لائے اور حیض ہی کے خون کا بنا ہوا دودھ پی پی کر پلے بڑھے۔
کذلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ۵ اسی طرح جنت کی مجمل
حقیقت اور اسکی تفصیل میں فرق ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ پیر نیچر کی صاجزادیوں، ہمشیروں کا
فلاں فلاں سے عقد ہوا، ان کی اماں کا ان کے ابا سے نکاح ہوا کسی طرح معیوب نہیں اسی
طرح اللہ عزوجل کا یہ ارشاد کہ ہم نے جنتیوں کو حوروں سے بیاہ دیا، ہم نے ان کو ایسی عورتیں
دیں جو پاکباز اور نیک طینت ہیں، کسی غیر کی جانب آنکھ نہیں اٹھاتیں، ان سے پہلے ان کو
کسی نے نہیں چھوا، وہ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے ہونگی۔ ان کے ہاتھ میں چاندی کے کنگن
ہونگے کسی طرح خلاف عقل و فطرت نہیں۔ اور اسمیں کوئی ایسا پہلو نہیں جسکو قبول کرنے
سے شرافت جھجکے، مگر جس طرح ان کی صاجزادیوں، ہمشیروں، اماں ابا کے عقد کے ثمرات کو
مذکورہ بالا تصریح سے بیان کرنا کسی طرح کسی عاقل کا کام نہیں ہو سکتا اور اسمیں یقینا

ان کی صاحبزادیاں، اور ہمشیروں، اماں ابا کی توہین وتضحیک ہے۔ اسی طرح اللہ عزوجل کی
اس نعمت عظمیٰ کو جنت کا نام جنت ہے ان الفاظ میں بیان کرنا جن میں پیر نیچر نے بیان کیا ہے،
عقل وتہذیب کو جواب دینا ہے اور اسمیں یقیناً حتماً اس نعمت خداوندی کی توہین وتضحیک ہے اور
آیات قرآنیہ کے ساتھ مذاق اور ٹھٹھا ہے۔ قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ٥

**نیچریوں کا صوفی** انہیں فانی فی النیچر و باقی بالنیچر کا سرگروہ اس زمانہ میں خواجہ
حسن نظامی دہلوی ہے جو پیر نیچر سر سید احمد خاں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ سر سید
کی آزادی اکثر مسلمانوں پر روشن تھی اور مسلمان اس سے دور رہتے تھے۔ مگر یہ تقیہ باز
اپنے آپ چشتی بنتا ہے، نظامی لکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اندھی تقلید کے دیوانے اس کے
فریب میں گرفتار ہیں۔ اس کے کفریات اس درجہ بڑھے ہوئے ہیں کہ اسکو کاغذی مسلمان
لکھتے ہوئے بھی قلم رکتا ہے۔ محرم نامہ۔ یزید نامہ۔ طمانچہ بر رخسارۂ یزید میں اس چشتی
صوفی بننے والے رافضی تقیہ باز نے حضرت ابو سفیان، ان کے صاحبزادے امیر معاویہ، انکی
زوجہ ہندہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ناپاک الزامات لگا کر ان کی ذوات
و الاصفات پر جو تبرا بازیاں کی ہیں وہ مسلمانان اہل سنت عاشقان صحابہ کیلئے انتہائی درجہ
جانکاہ ہے۔ ہم نے مان لیا کہ ان حضرات اور حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے اختلاف ہوا اور یہ حضرات حضرت اسد اللہ سے برسر پیکار ہوئے مگر وہ حضرات اس
اختلاف و پیکار کی وجہ سے درجہ صحابیت سے کیسے نکل گئے اور قابل سب وشتم کیونکر ہوئے جن کے
صحابی ہیں وہ تو فرماتے ہیں:۔ لَاتَسُبُّوا اَصْحَابِی فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا
مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ ٥ میرے صحابی کو برا مت کہو۔ اگر تم میں کوئی احد کے برابر
سونا خرچ کرے جب بھی ان کے مد کے برابر نہیں پہنچ سکتا اور نہ اسکے آدھے کے برابر۔

دوسرا ارشاد ہے:۔ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ
اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ
فَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ

میرے اصحاب کے بارے میں میرے بعد انکو نشانہ نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت کی میری محبت کی وجہ سے محبت کی۔ جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھنے کی وجہ سے عداوت رکھی۔ جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھکو ایذا دی۔ جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ جس نے اللہ کو ایذا دی عنقریب اسے پکڑیگا۔"

اور یہ چودھویں صدی کا صوفی ان صحابہ کرام پر سب و شتم کرے۔ انہیں اساطین ملت کی شان میں گستاخیوں نے اس دریدہ دہن کو ایسے گڑھے میں دھکیل دیا ہے جس میں اسوقت تک ٹھوکریں پر ٹھوکریں کھاتا رہیگا جبتک کہ گذشتہ گستاخیوں سے توبہ کر کے ان حضرات کا غلام نہ ہو جائے۔

## نیچریوں کا ہادی و نبی

دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ کرشن اور رامچندر وغیرہ ہندوؤں کے گھڑے ہوئے دیوتا اور ان کے مذہبی اوتار ہیں اور ان کے زعم میں بھگوان (خدا) ہیں۔ ان کے حالات زندگی ایسے ہیں جن کا تذکرہ بھی مہذب سوسائٹی پسند نہیں کرتی۔ کرشن کے متعلق تاریخ متفق اللفظ ہو کر بتاتی ہے کہ کرشن جی کو اپنی گوپیوں (داشتہ عورتوں) سے خاص تعلق تھا جس میں رادھا نامی گوپی خاص طریقہ سے انکی منظور نظر تھی جیسا کہ ان کے نئے گوپے صوفی حسن نظامی جی بھی نقل کرتے ہیں:- "دنیا میں نوجوان لڑکیوں اور کرشن کی محبتوں کے افسانے مشہور ہیں، یہ لڑکیاں انہیں گوپوں یعنی گوالیوں کی تھیں، گوپیاں نام اسی نسبت سے ہے۔ مگر کرشن جی کا تعلق فقط لڑکیوں سے مخصوص نہ تھا۔ گوکل کے سب باشندے انکے شیفتہ و فریفتہ تھے، (کرشن بیتی مصنفہ حسن نظامی صفحہ ۴۰ و ۵۰ پر لکھتے ہیں:۔ انہیں گوپیوں کے قصہ عشق بازی میں رادھا جی نامی ایک گوپی کے بیشمار افسانے مشہور ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شری کرشن رادھا کو اور گوپیوں سے زیادہ چاہتے تھے، اور رادھا ان کی مخصوص معشوقہ تھیں۔ سری کرشن ان کے خیال میں غلطاں و پیچاں رہتے اور یہ کرشن کے عشق میں بیخود و سرشار رہتی تھیں، زبانوں پر اس عشق بازی کے اس کثرت سے قصے چڑھے ہوئے ہیں کہ اسکے خلاف کچھ کہنا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ صرف زبانی کہانیوں پر بس نہیں۔ مندروں میں مورتیں بنی ہوئی ہیں جن میں رادھا اور کرشن کے عشق کو طرح طرح سے دکھایا ہے۔ بھجن گانے بھی نئے نہیں، بہت قدیمی

اور پرانے زمانے کے مندروں میں ایسی تصاویر پتھروں پر کھدی ہوئی دستیاب ہوتی ہیں قدیم کتابوں میں قلمی تصاویر کو تلاش کیا جائے تو وہاں بھی رادھا کرشن کے عشق کو مجسم دیکھا جا سکتا ہے اور اب تو چھاپہ خانوں کی بدولت کروڑوں تصویریں اس عاشقی معشوقی کی شائع ہوئی ہیں اور ہندو انکو خرید کر اپنے پاس رکھتے ہیں"۔ کرشن کی عشق بازی ہندوؤں میں اس درجہ مشہور و متواتر ہے جس سے انکار کرنا ممکن ہی نہیں۔ ہندوؤں کا مشہور لیڈر لالہ لاجپت رائے کرشن کی انہیں حرکتوں کی وجہ سے اسکو اوتار ماننے سے انکار کرتا ہے۔ کیونکہ لالہ جی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے انسان کو اوتار ماننا اپنے مذہب کی صداقت کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ مگر نیچریوں کے صوفی جی کو کرشن کی محبت کا ایسا بھوت سوار ہے کہ ان کے خلاف خود ان کے پوجنے والوں کی زبانی ایک حرف سننا نہیں چاہتے۔ صفحہ ۱۵۴ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "لالہ راجپت رائے صاحب کی کتاب سے میں نے کرشن بیتی لکھنے میں بہت فائدہ اٹھایا ہے مگر اس کے ساتھ ہی مجھے افسوس ہے کہ لالہ صاحب کی اس رائے سے مجھے سراسر اختلاف ہے جو انہوں نے سری کرشن کے اوتار ہونے یا مذہبی آدمی ہونے یا مصنف گیتا ہونے کے خلاف دی ہے۔ یعنی وہ سری کرشن کو نہ اوتار مانتے ہیں نہ مذہبی رہنما اور غضب یہ کہ وہ اس سے بھی انکار کرتے ہیں کہ گیتا سری کرشن کی تصنیف ہے"۔ مگر جب کنھیا کے نئے گوپ جی کو اپنے مکاشفہ کے اظہار کی سوجھی تو اسکو ہادی اور نبی بنا کے چھوڑا۔ کرشن بیتی کے تیسرے ایڈیشن کے صفحہ ۱۵۹ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "مسلمانوں کی قوم قرآن شریف پر ایمان رکھتی ہے اور قرآن میں لکھا ہے کہ خدا نے ہر ملک میں نبی بھیجے تھے اور کوئی قوم بھی ایسی نہیں گزری جس میں خدا کی طرف سے ہادی نہ گیا ہو۔ قرآن میں ہے وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ ہر قوم کو ایک ہدایت کرنیوالا دیا گیا۔ پھر وہ کیوں ہندوستان کے ہادی سری کرشن کے اصلی حالات

---

۱؎ کرشن کے نبی یا ہادی ہونے پر اس آیہ کریمہ سے تمام کرشن پرست استدلال کرتے ہیں اور کبھی پوری آیت نہیں پڑھتے تاکہ ان کا بھانڈا پھوٹے، اس کا پہلا جملہ یہ ہے:۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم سے ارشاد ہوتا ہے اے محبوب آپ ہر قوم کیلئے ڈر سنانے والے اور ہدایت دینے والے ہیں۔

من کر اور پڑھکر کرشن بھتی کی مخالفت کرتے ؟" لالہ راجپت رائے کی تردید کرتے ہوئے ابھی لکھ چکا کہ کرشن اوتار ہے اور جو اسکو اوتار نہ مانے اس سے مجھ ... اختلاف ہے۔ پھر اسی کتاب کے طبع سوم کے ضمیمہ میں صفحہ ۱۶۲ پر صاف صاف لکھتا ہے: "ہندؤں کے اوتار اور مسلمانوں کے پیغمبر کے ایک ہی معنی ہیں اور ان دونوں میں کچھ بھی فرق نہیں ہے اگر کچھ فرق ہے تو صرف زبان کا ہے الفاظ کا ہے" صفحہ ۱۴۷ پر لکھتا ہے: "سری کرشن کا یہ معجزہ دیکھ کر تمام حاضرین ان کے قدموں میں گر پڑے" صفحہ ۱۵۰ پر ہے: "کرشن بھی خدا کی طرف سے مامور تھے کہ نافرمان بندوں کا قلع قمع کر دیں" صفحہ ۳۲ پر سراپا الہی لکھا۔ خدا کی دیو لکھا۔ جگمگاتا تارا لکھا۔ نور کا پتلہ لکھا۔ صفحہ ۳۳ پر وحدت کا سمندر لکھا۔ صفحہ ۲۱ پر خدا کا مقبول لکھا۔ صفحہ ۲۶ پر اقلیم وحدت کا بادشاہ لکھا۔ اور پھر جھوم جھوم کر اس پر سلام پڑھا اور وہ سب کچھ کیا جو ایک امتی اپنے نبی کی شان میں کر سکتا ہے۔

## کرشن وغیرہ نبی نہیں

**رام و کرشن وغیرہم کی نبوت کے دلائل اور ان کی تردید**

سری کرشن جی کے نئے گوپ جی نے ابتک کنھیا جی کے نبی اور پیغمبر ثابت کرنے کیلئے جو کچھ لکھا وہ آپ لوگوں نے ملاحظہ کر لیا۔ چونکہ صوفی جی کے مقلدین نیچریوں میں یہ عقیدہ عام طور سے پھیلا جا رہا ہے اسلئے مختصر مگر مفید طور پر چند باتیں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ کرشن رامچندر گوتم بدھ وغیرہم کو نبی اور رسول یا مذہبی رہنما ثابت کرنے میں جو انتہائی کلام کیا جاتا ہے یا کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مولیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے :۔ ان من امة الا خلا فیھا نذیر "کوئی گروہ ایسی نہیں جسمیں کوئی ڈرانیوالا نہ گذرا ہو" دوسری جگہہ ارشاد ہے:۔ ولکل امة رسول "ہر امت کیلیے رسول ہے" تو جب ہر امت اور گروہ میں ہادی اور رسول آئے تو ہندوستان کیلئے بھی کوئی ضرور آیا ہوگا۔ اب وہ کون ہے نہ تو قرآن نے بتایا کہ وہ فلاں ہے اور نہ حدیث نے خبر دی کہ وہ فلاں ہے۔ نہ کسی اور معتبر ذریعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کون ہے۔ اسلئے ہم کہتے ہیں

کہ ہو نہ ہو وہ سری کرشن جی مہاراج ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ گوتم بدھ ہوں۔ اس نیچری صغریٰ کبریٰ کی حقیقت کیا ہے وہ مندرجہ ذیل گذارشش سے خود ہی معلوم ہو جائیگا۔

(۱) آیات کریمہ میں صاف طور سے مذکور ہے کہ ہر قوم اور ہر گروہ میں رسول یا ہادی آئے یہ کسی آیت میں نہیں کہ ہر ملک یا ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں نبی اور رسول آئے۔ تو ہندوستان میں جو ایک ملک کا نام ہے کسی قوم کا نہیں، کسی نبی اور رسول کا ہونا ان آیات سے کیسے ثابت ہو سکتا ہے جو ہر قوم میں ہادی اور رسول ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی ایسا نبی آیا ہو جو اصل میں ہندوستان کا باشندہ نہ ہو مگر اس کی نبوت اہل ہند کیلئے بھی ہو۔

(۲) بفرضِ غلط اگر یہ مان لیا جائے کہ ہندوستان میں کوئی نبی اور رسول آئے اور ضرور آئے ہوں وہ اسی ہندوستان کے باشندہ بھی تھے، یہیں پیدا بھی ہوئے تو یہ کیا ضروری ہے کہ ہمیں اسکا نام بھی معلوم ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں یا موجودہ دنیا میں کسی کو معلوم نہ ہو۔ کہ انکا کیا نام تھا اور انہوں نے کیا کام کیا۔ ہمکو تمام انبیا اور رسولوں کا نام جاننا کیا ضروری ہے۔ اگر نیچریوں کے صوفی جی مہاراج فرمائیں کہ ضروری ہے تو دریافت یہ ہے کہ احادیث کریمہ میں ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے۔ ارشاد باری ہے ورسلا قد قصصنٰهم علیك من قبل ورسلا لم نقصصهم علیك اور رسولوں کو جن کا ذکر ہم تم سے فرما چکے اور ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا" دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

وقرونا بین ذالك كثیرا ۔

ان تمام انبیاء علیہم السلام کے اور انکی امتوں کے نام کیا ہیں، اگر صوفی جی مہاراج بابر، دعوائے کشف و کرامات نہیں بتا سکتے۔ اور میں عویٰ سے کہتا ہوں کہ نہیں بتا سکتے تو خوا، مخواہ ہندوستان کے نبی کا نام و کام معلوم ہونا کیوں ضروری ہے۔ وہ بھی اس تیور سے کہ کرشن جیسا انسان ہو۔

(۳) کسی کو نبی ثابت کرنے کیلئے ایسی نص قطعی کی ضرورت ہے جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ اور نبی نہ ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ کوئی دلیل قطعی اسکے نبی ہونے پر قائم نہیں۔ محض ہو سکے

یہ ہو، شاید کہ وہ ہو، اندھی کی لاٹھی سے نبی نہیں ثابت کیا جا سکتا۔ جیسا کہ کتب عقائد میں اس پر دلائل قاہرہ قائم ہیں۔ لہٰذا جو لوگ کرشن یا گوتم بدھ وغیرہ کو نبی مانتے ہیں وہ لوگ ان کے نبی ہونے پر کوئی نص قطعی لائیں۔ ورنہ ان کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی یہی دلیل ہے کہ انکے پاس انکے دعوی کی ثابت کرنیوالی کوئی دلیل نہیں۔

(۴) نبی کے لئے ضروری ہے کہ قبل نبوت و زمان نبوت میں ہر قسم کے گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک و صاف ہو۔ خصوصاً ایسے گناہوں سے جو باعث نفرت ہیں جیسے جھوٹ۔ چوری۔ زنا کاری۔ امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہانتک تصریح کی ہے کہ زنا سے نبی کے ماں باپ کا بھی بری ہونا ضروری ہے۔ چہ جائیکہ خود نبی۔ آیئے اس معیار پر نیچریوں کے نبی کرشن جی کو دیکھا جائے۔

کرشن جی کے تعلقات انکی گوپیوں سے خصوصاً ان کی مخصوص معشوقہ رادھا سے کیا تھے اسکی روایت آپ حضرات نے کرشن کے نئے گوپ جی کی زبانی سن لیا اور کرشن جی کے پوجاریوں (ہندوؤں) سے سینکڑوں مرتبہ سنا ہوگا بلکہ انکی مندروں میں جاکر کرشن وراد ھا کے عشق و محبت کے کارناموں کو مجسم دیکھ لیجئے۔ کرشن جی کے چودھویں صدی والے گوپ جی بھی جانتے تھے کہ میرے پیارے کرشن کنھیا کے یہ کارنامے کبھی بھی انکو ہادی و نبی نہ ثابت ہونے دیں گے، اسلئے ان واقعات کو غلط ثابت کرنے کیلئے بہت ہاتھ پیر مارا مگر سب بے سود۔ کیونکہ جن کتابوں نے ان کے سوامی جی کے وجود کو بتایا انہیں کتابوں نے ان کے ان کارناموں کو بھی بتایا ہے۔ یہ کونسی عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ جن راویوں اور روایات کی بنا پر کرشن کے وجود کو مانا جائے انہی راوی اور روایات جب انکی ہسٹری بتائے تو نہ مانا جائے۔ جو شخص رام کرشن کے وجود کا قائل ہوگا اسکو لازمی طور پر ان کے ان حرکات کے ارتکاب کو بھی ماننا پڑیگا۔ جو ان کی ہسٹری میں لکھا ہوا ہے۔ ورنہ اپنے کرشن جی اور رامچندر جی کے وجود ہی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ کیونکہ جن راویوں اور روایات کی بنا پر ان کا وجود ثابت ہے وہی راویاں معتبران انکے کارنامے کو بھی بتاتی ہیں۔ پھر اپنے

مہاراج کی ہسٹری کے بعض حصے پر ایمان لانا اور بعض سے تعرض ما یا یعنی۔ اپنے مہاراج کے نرک سے نہیں ڈرتے ہو۔

(۵) ہم مسلمانوں کا بھی عقیدہ ہے کہ ہر قوم کے لئے نبی اور رسول آئے اور ضرور آئے ہر ملک کے لئے آئے اور ضرور آئے۔ ہر قریہ کیلئے آئے اور ضرور آئے۔ مگر اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر قوم میں ہر ہر زمانے میں نبی ہونا ضروری ہے۔ ہر ملک میں تمام زمانوں میں نبی ہونا ضروری ہے اس طرح کہ نبی کے وجود سے قوم اور ملک کا کوئی زمانہ کوئی مہینہ کوئی دن کوئی گھنٹہ کوئی منٹ کوئی سکنڈ خالی نہ ہو، کوئی ضروری نہیں۔ اور اگر نیچریوں کے صوفی جی فرمائیں کہ نہیں بلکہ ہر قوم ہر ملک میں ہر ہر زمانہ میں نبی ہونا ضروری ہے تو صوفی جی فرمائیں کہ ان کے سری کرشن مہاراج کو چولا چھوڑے ہوئے (مرے ہوئے) کتنے برس ہوئے۔ اس وقت سے لیکر آج تک ہندوستان میں کون کون نبی آئے۔ زمانہ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے بعد اور ہمارے آقا اور مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک چھ سو برس کے قریب فاصلہ ہے، اس زمانہ میں کون کون نبی آئے، کہاں کہاں آئے۔ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے بعد اور ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مکہ معظمہ میں کون کون نبی آئے۔ اگر نہیں بتا سکتے اور ہرگز نہیں بتا سکتے بلکہ ان کو بھی بایں دعوائے قوت مکاشفہ یہی ماننا پڑیگا کہ ان زمانوں میں کوئی نبی نہیں آیا۔ اور یقیناً نہیں آیا۔ بس یہ بات منقح طور پر ثابت ہو گئی کہ لِکُلِّ اُمَّةٍ رَّسُولٌ۔ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر قوم اور ملک میں ہر وقت نبی ہونا ضروری ہے۔ بلکہ ہر گروہ اور قوم و ملک کیلئے کسی زمانہ میں ایک نبی اور رسول کا آجانا اور ان گروہ اور جماعت تک ان کی ہدایات پہنچ جانا ان آیات مبارکہ کے صادق ہونے کیلئے کافی ہے۔ لہٰذا اب غور سے سنئے اور اچھی طرح یاد رکھئے۔ :

# ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت عامہ

**آیات مذکورہ کی ایک تفسیر** ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اس قدر عام وتام ہے کہ شرق سے لیکر غرب تک، جنوب سے لیکر شمال تک، عرش سے لیکر فرش تک تمام جن وانس، ہندی رومی، چینی جاپانی، تورانی ایرانی، یوروپین وامریکن وغیرہم کو شامل ہے، ارشاد باری ہے :۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ "پاک ہے وہ ذات جس نے حق وباطل میں فرق کرنیوالی کتاب (قرآن) اپنے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی تاکہ تمام عالم کے لئے نذیر ہوں"۔ دوسری جگہہ ارشاد ہے :۔

وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا۔ "اے محبوب ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بناکے بھیجا ہے"۔ تیسری جگہہ ارشاد ہے :۔

انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ "آپ ہر ایک قوم کیلئے (خدا سے ڈرانیوالے) ہدایت کرنیوالے ہیں"۔

اب جبکہ نص قرآنی سے یہ ثابت ہو چکا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام قوموں تمام ملکوں کے لئے نبی ہیں تو ہندوستان بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت عامہ ورسالت شاملہ میں داخل ہے۔ اور ہندوستان کے لئے بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی ورسول ہیں، اب ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ لکل امۃ رسول ؛ نیز ہاد آیت مبارکہ کا مصداق کسی کرشن اور رامچندر جیسے انسانوں کو بنائیں۔ اور اندھے کی لاٹھی سے ٹٹول کر ایرے غیرے نتھو خیرے انسان کو نبی ورسول بنائیں۔ اگر یونہیں ٹٹول ٹٹول کر نبوت ثابت ہو جائے تو پھر دنیا کا ہر انسان خواہ وہ کوئی ہو کیسا ہی ہو نبی ورسول ثابت ہو سکتا ہے۔

## کرشن وغیرہم کی حقیقت

جب پنجریوں پر یہ اعتراضات ظاہر ہوتے ہیں تو گھبرا کر یہ کہنے لگے جیسے کہ اوتار کرشن وغیرہ

ہی نہیں تو چونکہ ان کے حالات ہم کو معلوم نہیں اسلئے ہم ان کو کچھ اور بھی نہیں کہہ سکتے اور وہ شاید باید کی آڑ لیکر کہے جاتے ہیں کہ جب ان کی حقیقت کا پتہ نہیں تو ان کو کچھ بھی نہ کہنا چاہیئے بلکہ ان کی طرف سے خاموشی اختیار کرنا چاہیئے اس لئے ان وہم پرستوں کے منہ میں لگام دینے کے لئے کرشن وغیرہم کی حقیقت بیان کردیجاتی ہے۔

**رام اور کرشن وغیرہم کون تھے**

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات جلد اوّل مکتوب ۱۶۷ میں فرماتے ہیں :- "رام کرشن و مانند آنہا کہ آلہیہ ہنود اند از کمینۂ مخلوقات وے اند واز مادر و پدر زائیدہ اند۔ رام پسر جسرت برادر لچھمن وشوہر سیتا ہر گاہ رام زوجۂ خود را نگاہ نتواند داشت غیرے را چہ مدد نماید"

(ترجمہ) "رام و کرشن اور ان کے سوا ہندوؤں کے جو اور دیوتا ہیں اللہ تعالیٰ کی ذلیل ترین مخلوقات میں سے ہیں اور ماں باپ سے جنے ہوئے ہیں۔ رام جسرت کا بیٹا اور لچھمن کا بھائی اور سیتا کا شوہر ہے۔ جب کہ رام خود اپنی بیوی کو نہیں بچا سکا تو دوسرے کی کیا مدد کریگا۔"

کوئی صوفی جی سے اتنی بات پوچھے کہ کیا نبی اور ہادی بھی ذلیل ترین مخلوق ہوتے ہیں۔

**رام کرشن کی ہدایت اور ان کے کرتوت**

حضرت امام ربانی اسی مکتوب میں آگے فرماتے ہیں :-
"آلہیہ ہنود خلق را بعبادت خود تلقین کردہ اند و خود را آلہیہ دانستہ با آنکہ بہ پروردگار قائل اند اما او را در خود حلول و اتحاد و اثبات کردہ اند وازیں جہت خلق را بعبادت خود میخوانند و خود را آلہیہ گویندہ اند و در محرمات بے تحاشی افتادہ بزعم آنکہ آلہ از ہیچ چیز ممنوع نیست در خلق خود ہر تصرفیکہ خواہد بکند۔ اقسام ایں تخیلات فاسدہ بسیار دارند ضلوا فاضلوا"

(ترجمہ) "ہندوؤں کے (رام کرشن وغیرہ) دیوتاؤں نے مخلوقات کو اپنے عبادت کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور اپنے آپکو انہوں نے معبود سمجھا ہے اگرچہ پروردگار کے قائل ہیں لیکن انہوں نے اپنی ذات میں اسکا اپنے پروردگار کا گھسنا اور جلنا ثابت کیا ہے، اسی وجہ سے مخلوق کو اپنی عبادت کی بلاتے ہیں اور اپنے آپکو انہوں نے معبود کہلوایا ہے اور حرامکاریوں میں بے تحاشہ مبتلا ہوئے ہیں۔ اس

گمان پر کہ معبود کو کوئی چیز ناجائز نہیں ہے اپنی مخلوقات میں جو تصرف چاہے کرے ۔ اس قسم کی بکثر تخیلات بہت رکھتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا"

غور کرنیوالے غور کریں صوفی اور ان کے تمام اندھے مقلدین مکتوب شریف کے ایک ایک لفظ کو پڑھیں اور اپنی شعور عقلی پر ماتم کریں۔ ہادی تھے مگر کاہے کے، اپنی پوجا پاٹ کرانے کے شوق کے پتلے اور سر تا پا شہوت ہی صرف نہ تھے بلکہ اپنے جسم میں معاذ اللہ معبود حقیقی کو گھسا ہوا گمان کرتے تھے۔ صرف اپنی گوپیوں سے خاص تعلق رکھنا تو کچھ بھی نہیں، محرمات میں بے تحاشہ پڑتے تھے۔ ایک رادھا اور اسکی سہیلیوں کا کپڑا لیکر درخت پر چھپ جانا پھر ان تمام کے سراپا کو دیکھنا تو ایک چیز ہے؛ تمام چیزوں کو اپنے لیے جائز جانتے تھے اور اپنی تمام مخلوق میں تصرف مباح سمجھتے تھے۔ صوفی جی خفا نہ ہوں، حقیقت یہ ہے کہ آپ پر بھی اور آپکے تمام خاندان پر بھی اسی پر بس نہیں بلکہ اس قسم کے بہت سے بیہودہ خیالات رکھتے تھے۔ صوفی جی خود بھی سن لیں، اپنے تمام مریدین کو بھی سنا دیں۔ کرشن اور رام وغیرہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ یہانتک کہ چودھویں صدی کے باقاعدہ صوفی حسن نظامی کو بھی، کیا اب بھی کسی وہم پرست کور اعتقاد کو یہ کہنے کی گنجائش ہے جب رام و کرشن کے حالات نہیں معلوم ہیں اسلئے ہم انکی نبوت سے انکار نہیں کرینگے اور ان کو کچھ نہیں کہیں گے۔

**کرشن کافر تھا** حضرت زبدۃ العارفین سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں (جو بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار میں مقبول ہو چکی ہے) صفحہ امیں فرماتے ہیں:۔ "مخدوم شیخ ابو الفتح جونپوری را در ماہ ربیع الاول بجہت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام از دہ جا استدعا آمد کہ بعد از نماز پیشین حاضر شوند ہر دہ استدعا قبول کردند حاضران پرسیدند کہ مخدوم ہر دہ استدعا را قبول فرمودید و ہر جا بعد از نماز پیشین حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد فرمود۔ کرشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر مے شد۔ اگر ابو الفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب۔

(ترجمہ) مخدوم شیخ ابو الفتح جونپوری کی خدمت میں ربیع الاول شریف کے مہینہ میں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کے سبب سے دس جگہ سے دعوتیں آئیں کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں۔ دسوں دعوتیں

قبول فرما لیا۔ حاضرین نے پوچھا اے مخدوم آپ نے سو عورتوں کو قبول فرما لیا اور ہر جگہ بعد ظہر کی نماز کے بعد تشریف لیجانا ہو گا کیسے ہو سکے گا۔ فرمایا کرشن جو کہ کافر تھا کئی سو جگہ (اسند نا بجا) موجود ہو جاتا تھا۔ اگر ابو الفتح دس جگہ (کرامتہ) موجود ہو جائے کیا تعجب ہے" (از احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۵۹)

کیا اب بھی کرشن کے نبی اور ولی ہونے کا کسی مسلمان کہلانے والے کو وہم ہو سکتا ہے اور اسکے کافر ہونے میں شبہہ باقی رہ سکتا ہے۔ ہاں جن کے دلوں پر مہر ہو چکی ہو۔ عقلیں چھین لی گئی ہوں اس سے خطاب نہیں۔

# (۴) رافضی

یہ ایک بہت پرانا فرقہ ہے، تمام مسلمانان اہلسنت ان کے کفر ضلالت سے واقف ہیں۔ ان کے چند موٹے موٹے یہ عقاید ہیں :۔

(۱) بارہوں امام سوائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں

(۲) موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ بلکہ اس میں گھٹا بڑھا دیا گیا ہے۔ یہی دو عقیدے ان کے کافر و اکفر کے ثبوت میں کافی سے زیادہ ہیں

(۳) سوائے دو تین صحابہ کرام کے تمام صحابہ کرام کو خصوصاً حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ منافق جانتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان پر سب و شتم کرنا اپنا مذہبی شعار جانتے ہیں۔

اس فرقہ کی گمراہی بے دینی اسلام سے بے تعلقی تمام مسلمانوں پر ظاہر ہے اس لئے ان کے ذکر کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔

# (۵) قادیانی

جیسا کہ حضور صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "کہ مسیح دجال سے پہلے تیس دجال پیدا ہونگے اور سب کے سب نبوت کا دعویٰ کرینگے" قادیان ضلع گورداس پور صوبہ پنجاب میں ایک دجال پیدا ہوا جس کا نام غلام احمد تھا۔ نصیب بھی

تو مریم بنتا ہے، اسکو حیض آتا ہے، پھر اشیطا ہی، وہ حاملہ ہوتا ہے، پھر نو مہینے کے بعد اپنے رحم سے خود ہی عیسیٰ بن کے پیدا بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی خود ہی باپ، خود ہی ماں خود ہی بیٹا التثلیث فی التوحید۔ التوحید فی التثلیث۔ تین ایک میں۔ ایک تین میں کے مصداق عیسیٰ ابن مریم بن جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کے آنیکی خبر تھی وہ میں ہوں اور بنی اسرائیل کے عیسیٰ تو کبھی مر گئے۔ کشمیر میں انکی قبر بھی ہے۔ کبھی اپنے خیالات باطنی کے اظہار پر آتا ہے، کہ حضور سیدنا روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور انکی مادر طاہرہ طیبہ پر ناپاک الزامات واتہامات لگاتا ہے۔ کبھی خود نبی بنتا ہے اور اسکا شیطان اس پر وحی بھی بھیجتا ہے، لکھتا ہے :۔" وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہیں انمیں سے یہ ایک وحی اللہ ہے :۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ دیکھو صفحہ ۴۹۸۔ اسمیں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے" ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲ و ۳۔ ازتجانب صفحہ ۱۱۔ دافع البلا صفحہ ۶ میں ہے" مجھکو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ انت منی بمنزلۃ اولادی انت منی وانا منک یعنی اے غلام احمد تو میری اولاد کی جگہ ہے، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں" ازالۂ اوہام صفحہ ۶۸۸ میں ہے :۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الہام و وحی غلط نکلی تھیں "

غرضکہ اس دجال نے وہ سب کچھ کیا اور کہا جو ایک جھوٹا دجال کہہ اور کر سکتا ہے اسکے عقائد خبیثہ اس کی کتابیں کشتی۔ براہین احمدیہ وغیرہ کے مطالعہ سے پورے طور سے واقفیت ہو سکتی ہے۔ ان مرتدین کے علاوہ اور کتنے ہیں جو ارتداد کفر میں انہیں کے دوش بدوش ہیں۔ جیسے چکڑالوی صلحکلی۔ بہائی۔ بابی۔ آغا خانی وغیرہم ان تمام کے عقائد کفریہ وضلالیہ کا مفصل بیان کتاب مستطاب تجانب اہلسنت میں مع تردید و تطرید موجود ہے، اور لیگ [illegible] وروازے بنے ہوئے ہیں کے زرگ زینہ میں پیوست ہیں۔

# لیگ کے آستین کے سانپ

یہ تمام کے تمام دریدہ دہن اگرچہ اپنے آپ کو کلمہ گو مسلمان کہتے ہیں مگر ان کو ایمان سے کیا تعلق ہے - یہ ہر مسلمان پر روشن ہوگیا ہے - ان میں سے بعض ایسے ہیں جو خدا کے وجود کے قائل تو ہیں مگر اس کو جھوٹا مانتے ہیں - بھان متی تماشا گر بتاتے ہیں کیا ان بدبختوں نے خدا کو مانا - حاشا و کلاّ ، تعالیٰ اللہ عما یقولون الظٰلمون علواً کبیراً - کتنے ایسے ہیں جنہوں نے صاف صاف لکھ دیا کہ صرف خدا کو مان کر اور کسی کو نہ ماننا اوروں کو ماننا غیرلازم ہے - کیا ان اشقیا نے انبیاء علیہم السلام و کتب الٰہیہ پر ایمان رکھا؟ نہیں ہرگز نہیں - کتنے ایسے ہیں جو رسول کو مانتے ہیں مگر چمار سے زیادہ ذلیل ، گدھے کتے سے بدرجہا بدتر ، بچوں ، پاگلوں جیسے علم والا ، شیطان سے کم علم والا - کیا ان ظالموں نے رسول کو رسول اور نبی کو نبی مانا ، ہرگز نہیں - کتنے ایسے ہیں جو فرشتوں کے ماننے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر ان فرشتوں کا نہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے بلکہ اپنے نیچر کے بنائے ہوئے فرشتے یعنی پہاڑوں کی سختی ، پانی کی نرمی ، درختوں کے بڑھنے کی قوت ، بجلی کے تڑپنے اور چمکنے کی قوت کو فرشتے مانتے ہیں - کیا ان بدلگاموں نے فرشتوں کو فرشتہ مانا ؟ نہیں ہرگز نہیں - کتنے ایسے ہیں جو قرآن پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر قرآن کریم نے جن کی عفت و پاکدامنی کی شہادت دی ان پر افترا پردازیاں کرتے ہیں - قرآن نے جن کی مدح و ستائش کی ان پر تبرا و سب و شتم کرتے ہیں - قرآن نے نبوت کا دروازہ بند کیا مگر یہ خود نبی بنتے ہیں - قرآن نے جنت و دوزخ کی جو حقیقت بیان کی اس کی تضحیک کرتے ہیں - کیا ان بے لگاموں نے قرآن پر ایمان رکھا - نہیں ہرگز نہیں - ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمومنین ہ مگر لیگ کے نزدیک یہ تمام کے تمام مسلمان ہیں کیونکہ اس کے نزدیک ایمان کا دار و مدار اس چیز پر نہیں ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول نے بتایا - بلکہ اس کے نزدیک مسلمان وہ ہے جو گوشت کھائے

اور اپنے منھ سے اپنے آپکو مسلمان کہے، اگرچہ اسکے اعتقادیات ایسے ہوں جس پر ایمان ہمیشہ لعنت برسائے۔ مگر لیگ ان تمام نام نہاد مسلمانوں کے مذہبی حقوق اور ان کے دینی مفاد کو ترقی دیگی۔

# حفاظت کے پردہ میں ہلاکت

لیگ اگر واقعی اسلام و مسلمین کی بہی خواہ ہوتی اور اسلام کی حفاظت اور ترقی اسکا نصب العین ہوتا تو وہ ان اسلام سے دور افتادوں کو اور دین وایمان سے استہزا اور ٹھٹھا کرنیوالوں کو اپنے سے نکال پھینکتی۔ مگر نہیں لیگ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ صاف صاف اعلان کردیا کہ وہ ہندوستان میں جس قدر مسلمان کہلانے والے ہیں حقیقت میں خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں جیسے وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین، روافض قادیانی، نیچری وغیرہم کے سیاسی اور مذہبی حقوق و مفاد کو ترقی دیگی اور ان سب کی حفاظت کریگی۔ کیا اسکا صاف صاف مطلب یہ نہیں ہوا کہ وہ ان فرقہائے باطلہ کے عقائد یعنی خدا کا جھوٹا ہونا۔ بھان متی تماشہ گر ہونا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گائے و گدھے سے بدتر بہا بدتر ہونا، انکے علم پاک کا شیطان سے کم، اور بچوں یا پاگلوں کے مثل ہونا۔ کرشن کا نبی ہونا ستر اکہی ہونا۔ نور وحدت کا ٹکڑا ہونا حضرات شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما وارضاہما عنا پر سب و شتم کرنا۔ ام المومنین محبوبۂ محبوب رب العالمین [illegible] بنت صدیق عائشہ صلے اللہ تعالیٰ علی بعلہا وعلی ابیہا وعلیہا پر بہتان لگانا۔ قادیانی دجال کا کلمہ پڑھنا اسکو نبی ماننا، کی نشر و اشاعت کریگی، ان کو عام کریگی، تمام مسلمانوں کو اس پر ایمان لانے پر مجبور کریگی جیسا کہ راجہ محمود آباد نے لیگ کے اس جلسہ میں جو ۲ر جولائی سنہ ۱۹۳۹ء کو ۹ بجے رات میں ڈونگری پر قیصر باغ شہر بمبئی میں منعقد ہوا صاف

اعلان کردیا:۔ افسوس ہے کہ آج چالاکی سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات اٹھا کر

مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلانے کی کوشش کیجارہی ہے۔ آج مذہب کے نام سے لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے"۔ (روزنامہ اخبار انصاف گجراتی بمبئی مورخہ ۲۰ رجولائی ۱۹۲۹ء از تجانب صفحہ ۱۱)

اے میرے دینی بھائیو۔ تمہیں انصاف کرو جبکہ تمہارا اسلام ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کا ہے تو ہم خادمانِ دین ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات نہ اٹھائیں تو کیا ہو دھوتی پرشاد کے، گوا خوروں، گوہ نوشوں، کرشن پرستوں کے سوالات کو اٹھائیں۔ اے دین کے فدائیو کلیجہ پھٹ جانے کی جا ہے۔ کہا تو یہ جارہا ہے کہ ہم مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔ اور کیا یہ جارہا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو، اسکے پیارے محبوب کو گالیاں دیں، اُن کے مذہبی مفاد کو ترقی دیکر اسلام کو مسخ کیا جارہا ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کریں گے۔ اور حال یہ ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات کو جو صحیح معنوں میں اسلام اور ایمان کے آئینہ دار ہیں، اٹھانے سے چیخ اٹھتے ہیں۔ اور کوئی دوسرا اختلاف کرنیوالا ہو یا نہ ہو خود اختلاف کرنے لگتے ہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ اسلام و مسلمین کے مذہبی و دینی مفاد کو ترقی دیں گے مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو اسلام کے ایمانیات کو جڑ سے اکھاڑ کر کفر وضلالت کی تخم ریزی کی جارہی ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ "اور بعض آدمی وہ ہے کہ دُنیا کی زندگی میں اسکی بات تجھے اچھی معلوم ہوگی اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائیگا اور وہ سب سے بڑھکر جھگڑالو ہے، اور جب وہ منہ پھیر کر چلاجائے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرتا ہے، کھیتی اور جانیں تباہ کرتا ہے اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا"۔

ان لیگیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام وہی اسلام ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے تھا [illegible] دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہے اور ہم [illegible] ساڑھے تیرہ سو برس پہلے والے اسلام کے سوالات ہی اٹھائیں گے۔ ہم ان سوالات کو اٹھانے سے [اور تیرہ سو برس کے سوالات اٹھانے سے بھی]

کیسے رُک جائیں کہ جنکو ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم پاک کی چہار دیواری سے اٹھایا تھا اور دُنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلایا اور اس وقت تک خاموش نہ ہونگے جب تک ہمارے دم میں دم ہے یا اُن سوالات سے لیگیوں کی طرح اختلاف کرنے والا ایک شخص بھی موجود ہے جس طرح ہمارے آقا و مولٰے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت اختلاف کرنے والوں کے اختلاف کی پرواہ نہ کی۔ اگرچہ ساری دنیا نے اختلاف کیا۔ اسی طرح ہاں ہاں اپنے آقا و مولیٰ کے نقش قدم کی اتباع میں اسی طرح کسی اختلاف کرنیوالے کے اختلاف کی پرواہ نہ کریں گے نہ ان سے ڈرینگے نہ جھجھکیں گے اگرچہ تمام دنیا مخالف ہوجائے اگرچہ ساری دنیا دشمن ہو جائے۔ ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

# لیگ کا مقصد دوم

## لیگ اور کانگریس ایک ہی ہیں

کہنے کو تو لیگ کانگریس سے مقابلہ کا دم بھرتی ہے اور دعوی کرتی ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی سے نجات دلانا اس کا نصب العین ہے، مگر حقیقت میں لیگ کانگریس ہی کی ایک شاخ ہے اور اسی کے جتھے کی ایک صف ہے، اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا انکو ہندوؤں کی مٹھی میں دینا اسکا بھی بنیادی نظریہ ہے۔ جیسا کہ اسکے مقاصد سامنے میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ "لیگ کا مقصد دوم یہ ہے ہندوستان میں آزاد حاکمیت قائم کیجائے جس کے ذریعہ سے مسلمان ہندو، مجوسی، نصرانی، یہودی اسکے تمام باشندگان ہند کثرت رائے سے ہندوستان میں حکمرانی و فرماں روائی کریں۔"

## مقصد سوم

ہندوستان میں جس قدر کفار و مشرکین ہیں ان سب کا مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کرایا جائے

ہر منصفہ ۔ سے درخواست ہے کہ وہ لیگ طرفداری میں از خود رفتہ ہو کر نہیں بلکہ سچائی اور حق کی تلاش کا جذبہ لیکر مجھے بتائے کہ اب لیگ اور کانگریس میں کیا فرق رہا۔ کانگریس کے دستور اساسی میں بھی یہ نہیں کہ مسلمانوں کو ذبح کرو، اُنکے خانمان کو لوٹو، ان کی مسجدوں کی بے حرمتی کرو۔ ان کو انکے مذہبی شعار سے روکو بلکہ اسکے دستور اساسی میں بھی یہی ہے کہ وہ ایک آزاد حکومت قائم کرنا چاہتی ہے جس کی باگ ڈور ہندو مسلم عیسائی یا یہودی کی متحدہ طاقت کے ہاتھ میں رہیگی اور وہاں بھی یہی ہے کہ فیصلہ کثرت رائے پر ہوگا وہاں بھی ہندو مسلم اتحاد کے پردہ میں سب کچھ ہو رہا ہے وہاں بھی ہر ایک کے مذہبی حقوق کی حفاظت و صیانت ترقی و عروج کا دعویٰ ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ کانگریس کے دستور اساسی کی ترتیب ہندو و نام نہاد مسلم لیڈروں کے متفقہ غور و فکر سے ہوئی ہے اور لیگ کا دستور اساسی کانگریس ہی سے سیکھ کر نام نہاد مسلمانوں نے مرتب کیا ہے، مفہوم دونوں جگہہ ایک ہے، جذبات دونوں جگہہ ایک ہی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ کانگریس سے نفرت اور دوری اور لیگ سے یہ محبت اور نزدیکی دونوں کے مقاصد ایک، اغراض ایک منتہائے نظر ایک۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک سے آشنائی اور دوسرے سے نبرد آزمائی اور مجھ سے دریافت کرتے ہو تو سُن لو اور غور سے سُن لو کہ لیگ اور کانگریس ایک ہی مسمیٰ کے دو نام ہیں۔ ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ اور ایک ہی گیت کے دو دُھن، اور ایک ہی چھُری کے دو دھار ہیں ہیں۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ لیگ کو جنم دینے والے وہی لوگ نہیں جو کسی وقت کانگریس کے روح رواں تھے، لیگ کے پرورش کرنیوالے، اسکو پروان چڑھانیوالے وہی لوگ نہیں جو کسی وقت کانگریس کے جسم و جان تھے۔ کس پر پوشیدہ ہے کہ مسٹر محمد علی جناح وہی مسٹر محمد علی جناح نہیں جو کسی وقت کانگریس کا بہت بڑا علم بردار تھا۔ وہی علی برادران نہیں جو کسی وقت کانگریس کے رکن رکین تھے ظفر علی خان وہی ظفر علی خاں نہیں جو کسی وقت کانگریس کے بہت بڑے حامی تھے، حسرت موہانی وہی حسرت موہانی نہیں جو کسی وقت کانگریس کے پُرجوش مبلغ تھے [illegible] نوندا۔ مگر

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں جب کانگریس اور کانگریس کے زر خریدہ وفادار لیڈروں نے اسلام و مسلمین پر ضرب کرنا شروع کیا اور ان کی دنیا کے ساتھ ہی ساتھ انکے دین پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگے تو وہ بھولے بھالے مسلمان جو کانگریس کے پنجہ ستم میں پھنسے ہوئے تھے مگر اپنے اندر ابھی حیاتِ ملی رکھتے تھے تڑپ تڑپ کر علیحدہ ہوگئے اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد پورے ہندوستان کے مسلمان ان کے دام سے نکل آئے اور کانگریس کے وہ جذبات جو ملتِ اسلامیہ کو فنا کرنے کیلئے بروئے کار آچکے تھے اور جوش میں آئے جس کے نتیجہ میں کانگریس اور کانگریس کے نام سے ہندوستان کے اس سرے سے اُس سرے تک اسلامی دنیا میں انفرت و حقارت پھیل گئی۔ لیڈروں نے دیکھا کہ ہمارا سارا کھیل بگڑ گیا۔ ہمارا سارا کھیل ختم ہوگیا تو ان کو دوہری فکر ہوئی۔ ایک اپنے فنا شدہ وقار کے لوٹانے کی دوسرے کانگریس کے جذبات مذکورہ کی تکمیل کی۔ مگر مشکل یہ پیش آئی کہ ارشاد خداوندی یرضونکم بافواھھم وتابیٰ قلوبھم واکثرھم فٰسقون ۔ "تم کو اپنے منہ سے خوش کرتے ہیں اور انکے دل انکار کرتے ہیں اور اکثر ان کے فاسق ہیں" یہی نہیں بلکہ قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر ۔ "عداوت ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے جو ان کے سینوں نے چھپا رکھا ہے وہ بہت بڑی ہے" کی خبر محض علم کے مرتبہ سے واقعات مشاہدات کی شکل میں علم الیقین وحق الیقین کے درجہ تک پہنچ گئی، اور انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ہندوستان کے مسلمان کسی نسبت پر اب ہم پر اعتماد کرنیوالے نہیں۔ اسلئے ان نیو لائٹ کی طرح رکھنے والوں نے چولا بدلا اور کانگریس کے ایک حصے کو الگ کر کے لیگ نام رکھا، اور وقت کے مطابق دکھلانے کے لئے کانگریس کی ہندو نواز مسلم کش پالیسی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور ان امت و مذہب کے فدائیوں کو جو ان کے سائے سے بھی بھاگنے لگے تھے اپنانے کیلئے لیگ کے ساتھ ہی ساتھ مسلم بھی بڑھا لیا اور مذہبی حقوق کی نگاہداشت و مذہبی مفاد کے ترقی دینے کا بھی اعلان کر دیا مگر چونکہ تھے یہی ہندو ذہنیت کے سیاسی حلقہ میں مسلمانوں اور مسلمانوں کے

دین و ملت کا خون ٹپکانیوالے سابقین الاولین اسلیئے اپنے آستین میں دستور اساسی بناکر یہ زہریلہ مار بھی چھپکار رکھا کہ "ہندوستان میں ایک آزاد حکومت قائم کرنا جسکے ذریعہ مسلمان، ہندو، پارسی، عیسائی، یہودی، سکھ تمام باشندگان ہند کثرت رائے سے ہندوستان میں حکمرانی و فرماں روائی کریں، ہندوستان میں جس قدر کفار و مشرکین ہیں ان سب کے ساتھ مسلمانوں کا اتحاد کرایا جائے"

للہ انصاف اے دین و ملت کے شیدائیو، انصاف۔ لیگ کے اس مقصد کے ماتحت ہندو مسلمانوں کے ساتھ متحد ہوکر مسلم لیگ میں شریک ہوگئے اور لیگ نے اپنی آزاد حکومت قائم کرلی۔ اس حکومت میں چونکہ فیصلہ کثرت رائے پر ہوگا حق اور صداقت کے ماتحت نہیں اسلیئے نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ ہندوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی چونکہ انکی اکثریت ہے اسلیئے ہمیشہ ہر ہر موقع پر ان کو اپنی کثرت رائے کی بدولت مسلمانوں پر غلبہ ہی رہیگا اور لیگ ان کے حق میں فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی۔ مثلاً عرض ہے ہندوؤں نے دعویٰ لیگ کی عدالت میں دائر کیا کہ ہم ہندوستان کی تمام مسجدوں کو ڈھاکر مندر بنانا چاہتے ہیں۔ مسلمان مسجد کو ڈھانا اور مندر بنانا تو بڑی بات ہے اپنے مسجد کی ایک اینٹ بھی ادھر سے ادھر اپنے جیتے جی نہ ہونے دینگے۔ وہ ہندوؤں کو روکنے کیلیئے اور مسجد کی حفاظت کیلیئے آگے بڑھے اور انہوں نے بھی لیگ کی عدالت میں اپنی مذہبی حق کی حفاظت کا دعویٰ دائر کیا اب اگر لیگ ہندوؤں کے حق میں فیصلہ کرتی ہے تو وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹی ہے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کریگی۔ اور اگر مسجد مسلمانوں کو دیتی ہے تو ہندو مسلم اتحاد کرانا چاہتی ہے اذا التعارضا تساقطا لہٰذا اب وہ اپنے تیسرے دستور اساسی کے ماتحت فیصلہ کثرت رائے کے سپرد کریگی۔ اب ووٹ لیا گیا۔ ہندو بہت زیادہ ہیں اور مسلمان بہت ہی کم اسلیئے زیادہ ووٹ یہی آیا کہ مسجدوں کو ڈھاکر کے مندر بنایا جائے، اور بہت ہی کم یہ ووٹ آئیگا کہ مسجد کو محفوظ رکھا جائے

اب لیگ اپنے اسی دستور اساسی کے ماتحت مجبور ہوگی کہ وہ تمام مسجدوں کو گرا کر ہندوں کے لئے مندر بنوائے۔ علیٰ ہٰذا القیاس اگر ہندو مسلمانوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہیں تو اسی طرح نکال سکتے ہیں، ان کے مال و اولاد پر قبضہ کرنا چاہیں تو اسی طرح کر سکتے ہیں اللہ کی عبادت سے روک کر بتوں کی پوجا کرانا چاہیں تو اسی طرح کرا سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ خود ان سے ماں کھلا کر ان کو ذبح کر کے ان کی مردہ لاش کو چیل کوؤں سے نوچوا سکتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اعف لنا مِنْ جمیع بلیات الدُّنیا وَالآخرۃ - یہ ہے کہ لیگ کی اسلامی حفاظت اور ہندوؤں کے خلاف جنگ آزادی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت مچاؤ تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں، ہوشیار ہو جاؤ یہی لوگ فساد مچانے والے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں "

## لیگ کے اسلامی کارنامے

**پہلا کارنامہ** عورت کو حدیث کریم میں نازک شیشوں سے تعبیر کیا گیا ہے اسلئے اس کی حفاظت اور صیانت کا اہتمام جسقدر اسلام نے کیا ہے کسی اور مذہب نے نہیں کیا ہے۔ ارشاد باری ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اٰبَآءِھِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اِخْوَانِھِنَّ اَوْ بَنِیْ اِخْوَانِھِنَّ اَوْ بَنِیْ اَخَوٰتِھِنَّ اَوْ نِسَآءِھِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْھَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ ط "اے حبیب مسلمان عورتوں کو حکم دیدیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہو اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے

باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں ہو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے۔" حدیث شریف میں ہے :-

المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان ۰ "عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے اس کو شیطان جھانکتا ہے۔" دوسری حدیث میں ہے :-

ان المرأة تقبل فی صورة شیطان وتدبر فی صورة شیطان ۰ "بیشک عورت سامنے آتی ہے شیطان کی صورت میں اور پیچھے جاتی ہے شیطان کی صورت میں۔"

تیسری حدیث میں ہے :- لعن الناظر والمنظور الیہ ۰ لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھا گیا۔"

مگر اسلام کے حفاظت کرنیوالے جدید اسلامی دنیا کے قائد اعظم فرماتے ہیں :- "اس جنگ آزادی میں ہمیں اپنی عورتوں کو بھی ساتھ رکھنا چاہیے۔ میں اکثر مقامات پر یہ دیکھ چکا ہوں کہ متعدد نقاریب اور اجتماعیات میں قوم بھی دلچسپی لیتی ہیں۔" از میرت محمد علی جناح صفحہ ۱۶۵

**دوسرا اور تیسرا کارنامہ** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

امرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر۔ "میرے رب نے مجھے باجوں اور مزامیر کے نیست ونابود کرنے کا حکم دیا ہے۔" دوسری حدیث میں ہے :-

لم یکن یترک فی بیتہ شیئاً فیہ تصالیب الا نقضہ۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کسی تصویر کو نہیں چھوڑتے تھے۔ مگر اسکو مٹا دیتے تھے۔" تیسری حدیث میں ہے :-

کل مصور فی النار یجعل بکل صورة صورها نفسا فیعذبہ فی جہنم۔ "ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہے۔ ہر اس تصویر کے عوض جو اس نے بنایا ہے ایک جان پیدا کیجائیگی جو اس تصویر بنانے والے کو جہنم میں عذاب دیگی۔"

مگر ابھی کئی دن کی بات ہے ۱۱ جنوری ۱۹۴۶ء کو یوم فتح منایا گیا جس کے جلوس میں

نہایت شان و شوکت کے ساتھ باجہ بجایا گیا اور قائد اعظم کے مجسمہ کو پھولوں سے لاد کر کندھوں
پر رکھ کر سڑکوں اور گلیوں میں اس طرح گھمایا گیا جس طرح ہندو اپنے دیوتاؤں کی
مورت کا جلوس نکال کر گھماتے پھراتے ہیں۔ اسکے علاوہ سینکڑوں تصویریں قائد اعظم
صاحب کی لیگیوں کے کمروں اور گھروں کی زینت ہونگی۔ کیا اسی کا نام دین و ملت
کی حفاظت اور ترقی ہے۔

**چوتھا کارنامہ** | ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز دین اسلام کے ارکان کا دوسرا رکن ہے
دین کا ستون ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-
بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہ
واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصیام رمضان وحج البیت من استطاع الیہ
سبیلاً۔ " اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ
سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں
(۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ دینا۔ (۴) رمضان کا روزہ رکھنا۔ (۵) اور خانہ کعبہ
حج کرنا جو شخص اس کا راستہ طے کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔" دوسری حدیث میں ہے
الصلوٰۃ عماد الدین من اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین۔
" نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسکو قائم کیا پس بیشک اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے
اس کو چھوڑ دیا پس بیشک اس نے دین کو ڈھا دیا۔"

مگر مجھے کوئی یہ تو بتائے کہ اس جدید اسلامی دنیا کے قائد اعظم نے عمر بھر میں کئی رکعت
نماز پڑھی ہے اور اپنے دین کو اور دین کے بنیاد کو قائم رکھا ہے۔ اور اگر نماز نہیں پڑھی
اور اپنے دین کو ڈھا چکے تو اب لیگی اسکو کس بنا پر قائد ملت اسلامیہ بناتے ہیں۔
مسلمانوں میں نماز پڑھنے سے عام طور پر غفلت پیدا ہوگئی ہے اور وہ اپنے دینی ستون
کو قائم رکھنے اور دین کو اس ستون پر باقی رکھنے کیلئے کونسا اقدام کیا ہے؟

**پانچواں کارنامہ** | یوں نہیں مسلمان تو مسلمان ہنود و نصاریٰ تک کو کم جانتے ہیں

کہ داڑھی رکھنا مسلمانوں کا خاص شعار اور ان کی مخصوص علامت ہے۔ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ۔ "دس چیزیں فطرت سے ہیں ان میں سے لبیں ترشوانی اور داڑھی بڑھانی" متعدد احادیث میں فرمایا ہے :-

خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفروا اللحی ۔ "مشرکین کے خلاف کرو، مونچھیں خوب پست اور داڑھی کثیر وافر رکھو"

مگر ان جدید اسلامی دنیا اور اسلام کے ٹھیکہ داروں نے اس خالص اسلامی شعار کو کس حد تک باقی رکھا ہے۔ وہ قائد اعظم اور دیگر عمائدین لیگ کے مصفیٰ منقیٰ غنغبوٹی رخساروں سے اچھی طرح ظاہر ہے۔ کیا اسی کا نام ہے اسلامی شعار کا باقی رکھنا۔

# چھٹا اہم اور بنیادی کارنامہ

## مسلم لیگ اسلام کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنا چاہتی ہے

**علماء کرام کا اسلام میں مرتبہ** | نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ "میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل ہیں" اور فرمایا ہے : العلماء ورثۃ الانبیاء "علماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے وارث ہیں"

اُمم سابقہ میں یہ دستور تھا کہ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہوتا اور اپنی قوم اور اُمت کو گمراہی و ضلالت سے بچاتا۔ مگر جب نبوت ختم ہوگئی اور انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ مبارکہ موقوف ہوگیا تو عوام کالانعام کے دینی مذہب کی حفاظت کیلئے اللہ عزوجل نے علماء کرام کو انبیاء علیہم السلام کی نیابت سے مشرف فرمایا۔ خدمت ارشاد (امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) علمائے ملت کے سپرد ہوئی ۔ ارشاد باری ہے :-

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ہ "تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں کے لئے ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم کرے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ مراد کو پہونچے ہوئے ہیں"

اسی کا نتیجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سے ایکر آجتک یہ سلسلہ قائم ہے حکومت اور تخت عوام کی تلواریں اپنے ساتھ کرتے رہے مگر عوام مومنین کے قلوب ہمیشہ علمائے ملت کی مٹھیوں میں رہے ہیں۔ عوام مومنین کی سب سے بڑی دولت دین و ایمان کی حفاظت علمائے کرام کے دامن کرم ہیں ہوتی ہے، اسلئے ان کے دل میں علمائے کرام کے علاوہ کسی کے لئے قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ان کے بالمقابل وہ لوگ جو دنیاوی جاہ و حشم رکھنے کے باوجود علم دین سے کورے ہیں، ان کی کوئی بات نہیں پوچھتا۔ اسلئے ان کے قہر آلود ارادے اور زہر آلود تلواریں علمائے کرام پر پڑتی ہیں۔ بات بھی کچھ ایسی ہی ہے، جاہ و حشم ان کے پاس اس دنیا کے خزانے ان کے ہاتھوں میں اور کوئی کوڑی کے بھاؤ بھی نہ پوچھے اور یہ بورے پر بیٹھ کر قال اللہ و قال الرسول کرنے والوں کی مٹھی میں عوام کے جوش و محبت سے بھرے ہوئے قلوب پھر اسی پر بس نہیں یہ فاقہ کش انسان (علمار کرام) اس قدر نڈر ہوتے ہیں کہ اگر کوئی اپنی گاڑھی کمائی کو اپنے دل کی لگی بجھانے میں صرف کرے تو فوراً ان فاقہ مستوں کی زبان و قلم ان کے سر پر تازیانے بن کے برسنے لگتے ہیں یہی سبب ہے کہ ان دنیاوی جاہ و حشم رکھنے والوں نے ہمیشہ اس مقدس گروہ کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔ اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی حضور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت ہی اور دوسری حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی آخر بات کیا تھی، یزید کو یہ ڈر تا تھا کہ میرا دل اتنی بڑی حکومت سے متمتع ہونے کیلئے ان جذبات کو لئے ہوئے ہی جنکی تکمیل

ان حدود سے نہیں ہو سکتی جو شریعت نے مقرر فرمائے ہیں اور اگر میں نے حدود الٰہیہ سے آگے قدم بڑھایا تو حضرات حسنین سب سے پہلے مجھے روکنے والے ہونگے۔ اس لئے اس نے اپنی راہ کے خار کو (جو حقیقت میں اللہ کے محبوب کے پھول تھے) تخت حکومت پر بیٹھنے سے پہلے ہی دور کر لیا یعنی امام حسن گلگوں عبا کو زہر دلا کر ہمیشہ کیلئے ان کی امر بالمعروف (اچھائی کا حکم دینے والے) ونہی عن المنکر (برائی سے روکنے والے) وجود کو نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ پھر جب تخت حکومت پر قابض ہو گیا اور اپنے منصوبے کے مطابق حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے فسق وفجور پر غضبناک پایا تو ان کو گھر سے بے گھر کیا۔ پھر کربلا کے میدان میں اس شیطانی جور واستبداد کے ساتھ شہید کیا جس نے یزید کو ہمیشہ کیلئے پامال کر دیا۔ امام عالی مقام نے رضا و تسلیم پر قائم رہ کر کے حق پرستوں کو دنیا میں کن مصائب سے ہنسنا اور کھیلنا پڑیگا اسکی عدیم النظیر مثال پیش فرما دی اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے ایسا سیدھا راستہ قائم کر دیا جس پر چلنے والا کبھی بھی نہیں بھٹک سکتا۔

۵

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے      اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اسی اسوۂ پاک کا نتیجہ تھا کہ جب مامون الرشید نے اسی یزیدی کارنامے کو زندہ کرنے کیلئے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ قرآن کو مخلوق کہیں تو حضرت امام احمد بن حنبل نے اسی اسوہ حسینی کی چمک باقی رکھنے کے لئے قرآن پاک کو جو حقیقت میں خدا کا کلام اور اس کی صفت قدیم ہے مخلوق (یعنی پیدا کیا ہوا جو فانی اور غیر باقی کے مرادف ہے) کہنے سے انکار کر دیا تو مامون نے ان کو بھرے مجمع میں کوڑے لگوانے کا حکم دیا۔ اس نائب رسول پر کوڑوں کی بارش ہونے لگی کوڑے برستے جا رہے تھے اس قدر کوڑے برسے کہ ضعف نے بے حال کر دیا۔ تہبند شریف سرکنے لگا۔ ہاتھوں میں اتنی قوت نہ تھی کہ اسکو سنبھالتے۔ مگر اسوقت بھی زبان مبارک پر جاری ہوتا ہے تو یہی ایتونی بکتاب اللہ تعالیٰ او سنۃ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اقوالہم ۔ "تم لوگ (قرآن کے مخلوق ہونے پر) کوئی آیت
قرآنیہ پیش کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث لاؤ۔ میں اس کی روشنی میں قرآن
کو مخلوق کہوں"

## ہندوستان میں نجدیوں کی پیدائش

اسی طرح ہندوستان کے بے ایمانوں کے کرتوتوں نے انگریزوں کی حکومت میں
جنم دیا اور الناس علیٰ دین ملوکہم لوگ بادشاہ کے طریقے پر ہوتے ہیں کے تحت
باشندگان ہند انگریزی تعلیم کی تحصیل حاصل کرنے لگے اور عوام کا وہ طبقہ جو اپنے
دنیاوی اقتدار کے بل بوتے پر ہمیشہ سوائے ملت سے کنارہ کش رہتا تھا انہوں نے
ڈگریاں حاصل کر کے آنے کے بعد انگریزوں کی حکومت مضبوط کرنے میں مشغول ہو گیا
جب انہیں حضرات کے تعاون کی بدولت انگریزی حکومت ہندوستان کے گوشہ گوشہ
میں پیوست ہوگئی اور ان زور پسند قسمت کو یقین ہو گیا کہ سوائے رب العزت کے
اور کوئی طاقت نہیں جو ہمارے خوشحال قسمت کو ہمارے سروں سے دور کر سکے تو جیسا
کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ان لوگوں کی حسد آلود نگاہیں سب سے پہلے حکومت
کے عز و اقتدار پر پڑیں، اس قسم کے غیر مسلم تمام افراد ایک پلیٹ فارم کے گرد جمع
مجتمع ہوگئے اور اپنے ساتھ چند مفت خورش مولویوں اور شکم پرور پیروں کو ملا لیا
اور حصول آزادی کی سعی میں وہ لگ گئے ایسا کہ اگر بروقت اعلیحضرت مجدد دین و ملت
شیخ الاسلام والمسلمین فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اور ان کے متبعین علماء
کرام اور حضرت جامع رموز جلی و خفی مظہر اسرار ظاہری و باطنی سلطان العارفین محمد
السالکین حضرت سیدنا شاہ نور الہدیٰ نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ نے ملت اسلامیہ کی خدمت
ہوتا تو بے شک نہ اسلام کا پتہ ہوتا اور نہ خادمان دین و ملت کے وجود کا۔ انہیں حضرات
کی برکت تھی کہ [illegible] آج بھی [illegible] ملت اسلامیہ [illegible]

کیلئے اکڑتے پھرتے تھے نیست و نابود ہو گئے۔ لیڈروں نے جب دیکھا کہ ہماری اس جدوجہد نے ہمارے رہے سہے اقتدار کو تباہ کرنے کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں آیندہ کے لئے بھی بدنام کر دیا اور اب ہماری پوزیشن اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ ہم مسلمانوں کی بہبودی کا نام بھی نہیں لے سکتے (مگر تھے لندن کے مڈگر) اسلئے فوراً اپنے اسلامی دنیا کے ایک عظیم الشان انسان کی حکمت عملی یاد آ گئی۔ بس فوراً انہوں نے چند ننگ اسلاف اور بے دم کے گدھوں کو سبز بلغ یا گھاس دکھلا کر کام نکالنے کے لئے پکڑ لیا اور اعلان کر دیا کہ خالص مذہبی امور میں جمعیت العلماء ہند اور مجتہدین کرام کی رائے کو خاص وقعت دی جانی چاہئے" (دی جائے نہیں) اب کیا تھا ان بے دم کے گدھوں نے ہندوستان کے طول و عرض میں دوڑ دوڑ کر ان نیولائٹ کے ٹھیکہ داروں کی مدح و ستائش رینگ رینگ کر ان کو بیرسٹر سے قائد ملت اسلامیہ اور مسٹر سے مجاہد اعظم بنا دیا۔ اس طرح ان مسٹروں کو عوام میں جب چمکا چکے اور ان کی حیثیت قلوب مسلمین میں اس طرح سکہ نشین کر چکے کہ عوام اپنے ملت و مذہب کی حیات و بقا ان کی ہر طرز روش میں منحصر جاننے لگے، جس خواب پریشانی کی تعبیر گاندھی کی آندھی کے ایام میں ان مسٹروں کو سوائے ناکامی اور نامرادی کے کچھ نہ مل سکی۔ اب وہاں بے دم کے گدھوں کی رینگ سے ملت اسلامیہ کے قیادت کے نام سے مل گئی۔ اب جب کہ ان مسٹروں کو یقین ہو گیا کہ عوام ہماری مٹھی میں آ گئے اور ان بے دم کے گدھوں کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی تو کان پکڑ کے نکال دیا۔ اب یہ حال ہوا کہ وہی حضرات جو کسی وقت شیخ الحدیث کہے جاتے تھے، امیر المومنین بنائے جانیوالے تھے بازار وہمیں جوتوں کے مخدوم بنے، اور انکے گلوئے پرنور جوتوں کے ہار سے نوازے گئے۔ ممبروں سے کھینچ کھینچ کر گھسیٹے گئے۔ جھنڈونکی ملاٹھیوں سے کوچ کوچ کر مسجدوں سے نکالے گئے۔ اور ان تمام عزت و اکرام سے بہرہ ور ہوئے جس کا ایک لائق دم والا گدھا مستحق ہو سکتا ہے انہیں حالات کو دیکھ کر مسا ٹرہ کے قائد اعظم نے یہ متکبرانہ اعلان کر دیا "ہم نے نام نہاد

اؤں کے اقتدار کا خاتمہ بھی ایک حد تک کر دیا ہے) جو دوسروں کے انگیخت
کے جذبات سے کھیلتے ہیں ہمیں پورے انہماک اور جوش سے اپنے جدوجہد
ری رکھنا چاہیے" (سیرت محمد علی جناح صفحہ ۱۶۵) انہیں مسٹروں کے ایک اجہ
ب فرماتے ہیں :- ہمارے مولوی اور مولانا کہلانے والے ہم کو ملیا میٹ کر رہے ہیں
انہوں نے مذہبی دکانیں کھول رکھی ہیں، ان سے ہم کو بچنا چاہیے" (روزنامہ
اف گجراتی بمبئی نمبر ۱۱۰ جلد ۲ - از تجانب صفحہ ۱۱۵) تیسرے حضرت فرماتے ہیں:-
ارسو نے افغانستان کو برباد کر دیا، ترکی کو تباہ کر ڈالا - ایران کو کمزور بنا دیا
ب کو غلام بنا دیا - اب دنیا کے مسلمان بیدار ہو رہے ہیں - ترکی میں غازی اعظم
طفے کمال پاشا نے اور ایران میں اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی نے ان علماء سوء کو
نسی کے تختہ پر لٹکوا دیا - اگر ہندوستان کے ان مولویوں نے اپنے رویے کی اصلاح نہ کی تو
وقت قریب آگیا ہے کہ ان ملت فروش مولویوں کا بھی وہ حشر ہوگا جو ترکی اور
ان میں ہو چکا ہے - مسلم لیگ نیک باطن اور خدا پرست مولویوں کی بہت زیادہ
ت کرتی ہے اور ان کی حامی ہے" (مسلم لیگ اور کانگریس صفحہ ۱۱) ۔
لیگ کے لیڈر اور دیگر ذمہ دار افراد اگرچہ اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتے وقت
نہاد مولاناؤں اور ملت فروش مولویوں اور علماء سوء کا نام لیتے ہیں - مگر ان کی
طلاح میں نام نہاد ملت فروش سوء وہی لوگ ہیں جو ان کے ہاتھ میں بیدم کے
ے کی طرح نہیں بلکہ نائبین انبیاء علیہم السلام کی طرح ہیں جیسا کہ راجہ صاحب نے
ف صاف فرما دیا ہے :- "افسوس ہے کہ آج چالاکی سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے
سوالات اٹھا کر مسلمانوں میں نا[illegible]عامی پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اسلام میں کوئی
ملاف نہیں ہے مگر ہاں سیاست [illegible]ہی ہے - آج مذہب کے نام سے لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے"
ی کے [illegible] راجہ صاحب کی مذکورہ [illegible]ا عبارت ہے، یعنی ہمارے مولوی اور مولانا کہلانے
لے ہم کو ملیامیٹ کر رہے ہیں، انہوں نے مذہبی دکانیں کھول رکھی ہیں، ان سے ہم کو بچنا چاہیے"
(روزنامہ انصاف بمبئی)

ہر مسلمان جانتا ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات کہ جو حقیقت میں اسلام اور ایمان ہیں، اٹھانیوالے یہی علمار حق ہیں۔ ان یونیفیشن یا بہین تہذیب کی آندھی میں اڑنے والے لیاڈر کو ملیامیٹ کرنے والے علمار ربانیین ہی ہیں، مدرسوں خانقاہوں میں بیٹھ کر دین و ملت کی نشر و اشاعت کرنے والے وہی علمار تو ہیں جو حقیقت میں انبیا علیہم السلام کے جانشین ہیں۔ لیگیوں نے جب ان حضرات کو علمار سو ملت فروش کہا تو اسکا صاف صاف مطلب یہی ہوا کہ لیگ کی زبان میں، جو عالمِ دین جس قدر دین و ملت کی پاسداری اور اس کے نشر و اشاعت، اسکی حفاظت و صیانت میں مشغول رہتا ہے، یعنی جو عالم دین اس قدر ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کے سوالات کو اٹھاتا ہو وہ اسی حساب سے بڑا اور ڈبل نام نہاد ملت فروش ہوگا اور حقیقت تو یہ ہے کہ جو مولوی لیگ کی ہاں میں ہاں ملائے اس کے ہر رطب یا یابس کو فرمان خدا و رسول بنانے کے لیے قرآن و حدیث پڑھتا پھرے وہ تو نیک باطن اور خدا ترس ہوگا۔ اور لیگ انہیں کی قدر و عزت کرتی ہے۔ اگرچہ اس غریب کو دین و ملت سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو (جیسے کسی زمانہ میں جمعیت العلمار ہند تھی) اور فی زمانہ (جمعیت علمار اسلام کلکتہ ہے) اور جو لوگ لیگ کی ہر اس جنبش اور روش پر جو شریعت کے خلاف ہو روکتے اور ٹوکتے ہیں اور لیگیوں کو دین و مذہب کی روشنی میں اپنے ماحول کو سنبھالنے اور سنوارنے پر مجبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جیسے علمار اہلسنت وہ سب ہیں نام نہاد ہیں ملت فروش ہیں، جس کا اعتراف ہر لیگی ذمہ دار کو ہوتے ہوئے ہے۔ ابھی حال ہی میں شعبۂ نشر و اشاعت بہار صوبائی مسلم لیگ نے ایک پوسٹر ڈیڑھ ہاتھ لمبا ہاتھ بھر ایک انچ چوڑا شایع کیا ہے جس میں پانچ سرخیاں سوا پندرہ سطریں اور ایک شعر ہے۔ اس کی دوسری سرخی یہ ہے :۔

"علمار خیر اور علمار سو کی صاف پہچان ہو گئی۔ علمار خیر ملتِ اسلامی کی آزادی اور پاکستان کے حامی ہیں۔" تیسری سرخی یہ ہے :۔ "اور علمار سو ملتِ اسلامی کے خلاف

کانگریس سے ۔۔۔ از کر رہے ہیں "۔ اس پوسٹر میں جمعیت علماء ہند کی کانگریس نواز پالیسی بیان کرنے کے بعد تحریر ہے :۔ "مگر وقت کی نزاکت کے احساس سے حضرات علمائے خیر و مشائخ عظام کب تک غافل رہ سکتے تھے، جمعیت علماء ہند کے غیر اسلامی اعمال و حرکات سے بیزار ہو کر آخر کل ہند جمعیت علماء اسلام کے قیام پر مجبور ہوئے "۔

علماء کی دو ہی قسم ہو سکتی ہے خیر اور سُو۔ یعنی اچھے اور بُرے۔ اس لیگی پوسٹر نے صاف صاف بتا دیا کہ علماء خیر (اچھے) کی صاف پہچان ہے کہ وہ لیگ کی خود ساختہ پاکستان کے حامی ہیں۔ اور علماء خیر کا انحصار لیگ اور پاکستان کی حمایت میں ہے تو اس کے علاوہ جس قدر علماء ہونگے یعنی جو لیگ اور پاکستان کی حمایت نہ کرتے ہونگے وہ سُو (بُرے) ہونگے اور کانگریس سے ساز باز کئے ہوئے ہیں۔ آگے اسی پوسٹر میں اور صاف طریقے سے ہے کہ "سرو شان کے گوشہ گوشہ کے علماء خیر اس ہی جمعیت علمائے اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے "۔ اب بالکل ظاہر ہو گیا جو علماء (خواہ ان کو علم سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو) خیر ہیں۔ وہ اس نئی نو ملی جمعیت کے حلقہ بگوش ہیں اور ان کے علاوہ جتنے علماء کرام ہیں خواہ وہ کتنے ہی بڑے اولو العزم اور کتنے ہی بڑے دین پرور ہوں مگر جب کہ اس نئی نو ملی جمعیت میں نہ داخل ہونگے تو وہ لیگ کے حکم سے خیر کے مخالف سُو ہونگے۔ بات وہی ہے جو میں پہلے عرض کر چکا کہ لیگی ہر اس عالم دین کو ملت فروش اور نام نہاد کہتے ہیں، اُن کی عزت و حرمت کی پرواہ نہیں کرتے جو ان کے ہاتھ میں بے دُم کے گدھوں کی طرح نہیں۔ بلکہ اپنے اسلاف کرام کی طرح اسی پرانے اور قدیم دین و ملت کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور ہر اس آواز کو جو ملت و مذہب کے خلاف ہو خاموش کرنا چاہتے ہیں خواہ وہ آواز لیگ کی طرف سے اٹھے یا کانگریس کی طرف سے مسٹر جناح کے منھ سے نکلے یا گاندھی کے۔ کیونکہ یہی وہ حضرات ہیں جن کے خالی مگر حق پرست ہاتھوں میں تائید الٰہی کی قوت اور حمایت رب قہار و جبار کی طاقت ہی اور ہر باطل پہ یقین کئے ہوئے ہیں کہ یہی وہ زور آور اور مبارک ہاتھ ہیں جو کبھی

انہیں چھپے نہیں پڑتے اور انہیں کے وارد وہ مداہنت جو ہر باطل کے لئے موت اور دو ہی دوست
ہیں، ان کو کسی قسم کی اللہ دیکر جادۂ مستقیم سے ہٹا کر اپنا بنایا جا نہیں سکتا۔ ان کو
جیتے جی خاموش رکھا جا نہیں سکتا اسلئے انکا علاج صرف یہی ہے کہ ان کو بدنام کر کے
ان کے اقتدار کو ختم کر ڈالا جائے۔ موقع ملے تو ان کو ذبح کر ڈالا جائے، بخلاف ان مولویوں
کے جو ان کی انگلیوں پر ناچتے پھرتے ہیں۔ اور جو شخص بھی ان کی روٹی بوٹی کا انتظام
کر دے اس کی ہاں اور نہیں کو فوراً سے پیشتر فرمان خداوندی بنانے کے لئے قرآن
اور حدیث لئے پھرتے ہیں۔ اُن کی لیگ عزت کرتی ہے۔ ان کو خدا پرست بتاتی ہے۔
کیونکہ انہیں سے اسکا ہر مطلب پورا ہوتا ہے۔ پھر انکی عزت و وقار کو کیوں نہ بڑھائے
مثال کے طور پر لیجئے کہ یہی جمعیت علمار ہند جب لیگ کی تائید کرتی تھی اور اس کو عین
دین و ایمان بنانے کے لئے بھاگی بھاگی پھرتی تھی تو یہی لیگ اپنے دینی مذہبی امور
میں ان کی رائے کو خاص وقعت دیئے جانے کا آرڈر نافذ کرتے تھے۔ اور جب یہی
جمعیت علمار ہند لیگ سے الگ ہو کر کانگریس کی ملازم ہوگئی تو شو ہوگئی، نام نہاد
ہوگئی اور انہیں کی سگی خواہر جمعیت علمار اسلام کلکتہ (جو حقیقت میں اسی گود کی پلی
بڑھی ہے جس نے کانگریس کو جنم دیا۔ اور اس کی پرورش کی، یعنی مدرسہ دیوبند) جب
لیگ کے ہاں میں ہاں ملانے لگی تو یہ خیر ہوگئی، خدا پرست ہوگئی۔

اس میں شک نہیں کہ جمعیت علماء ہند ہمیشہ سے اسلام و مسلمین کے درپئے نقصان
رہی جس طرح اسکے معمول رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی اشرف
علی تھانوی نے رب تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب اکبر مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
توہین و تنقیص کر کے اسلام و مسلمین کو عمر بھر چین نہ لینے کا سامان کر دیا ہے۔ اسی طرح
ان کے مبعوث جمعیت علمار ہند نے سوائے ملت و مذہب کے تباہ کرنے کے اور کوئی کام
نہیں کیا ہے۔ سب سے پہلے کانگریس کی پرورش کر کے اسلام و مسلمین کے لئے ایک بہت
بڑا دشمن تیار کر دیا۔ اس کے بعد لیگ کو جنم دیکر اس کو کرتا دھرتا کر کے ملت اسلامیہ کے

گردن پر ہمیشہ کے لئے چھری رکھدی ہے۔ پھر جب کانگریس کو تباہ ہوتے دیکھا تو جھٹ دوڑ کر اس کی نکلی ہوئی روح کو دوبارہ جسم میں لوٹانے کی کوشش کر رہی ہے

مگر جمعیت العلماء ہند کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ملتِ اسلامیہ کو ہڑپ کرنے کیلئے جن اژدہوں کو اس نے جنم دیا ہے وہ پہلے خود اس کو نگل لیں گے۔ پھر کسی اور طرف متوجہ ہوں گے۔ رہ گئی ملتِ اسلامیہ، اس پر خدا کا ہاتھ ہے۔ اس کو نگلنے کی ہمت و قوت دنیا کے بڑے سے بڑے اژدہے میں نہیں یوں نہیں مسلم لیگ کو مطلع ہونا چاہیئے کہ وہ جمعیۃ علماء ہند کو ہریالی دکھا کر پکڑنے اور کام نکالنے کے بعد پھر کان پکڑ کر نکال دینے اور اس کے باوجود اپنی ہتھیلی اور کرسی برقرار رہ جانے سے مغرور نہ ہو۔ وہ جمعیت علماء ہند کی ملت فروشی پر قیاس کرکے دوسرے علماء دین کے متعلق کسی قسم کا دوسرا فیصلہ نہ کرے ورنہ اسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہی اسکی موت اور پوری موت کا ادھر سے ادھر نہ ہونیوالا دن ہوگا۔ خوب اچھی طرح سے لیگ یاد رکھ لے کہ اگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والتسلیم جیسے بظاہر بے سروسامان فرعون جیسے باحشمت وقوت مغرور کو نیل میں ڈبو سکتے ہیں تو آپکے نائبین بھی اپنے فاقہ کش اور بوریہ نشین وجود سے بحول اللہ وقوتہ تمہارے تکبر ونخوت کے مجسموں کو آب برد کر سکتے ہیں۔ اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے پیدا کرنے والے کا نام لیکر آتشکدۂ نمرود کو گلزار بنا سکتے ہیں تو ان کے وارثین بھی اسی خالق حقیقی کا نام لیکر پھانسی کے تختہ کو سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ (بلند تخت) وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ (بچھے ہوئے قالین) سے بدل سکتے ہیں۔ تم کو اگر اپنی یزیدی قوت وشوکت پر فخر ہے تو ان تہیدستوں کو اپنے آقائے نعمت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پاک وردِ زبان ہونے پر ناز ہے۔

## لیگ کن علمائے کرام کو ختم کرنا چاہتی ہے

لیگ یہ اچھی طرح جانتی ہے کہ اگر علمائے ربانیین کا صاف صاف نام لیکر اپنے دل کے بخارات نکالے تو پھر اسی ناکامی کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا جو گاندھی کی لنگوٹی میں دیکھ چکی ہے اسلئے

سُو نام نہاد ملت فروش کی چلبن ڈال کر علمائے دین پر تبرا بازیاں کرتی ہے۔ ابھی لیگ کا اعلان گذر چکا "علمائے سُو نے افغانستان کو برباد کر دیا۔ ترکی کو تباہ کر ڈالا۔ ایران کو کمزور بنا دیا۔ عرب کو غلام بنا دیا۔ اب دنیا کے مسلمان بیدار ہو رہے ہیں۔ ترکی غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا نے، اور ایران میں اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی نے ان علماء سُو کو پھانسی کے تختے پر لٹکوا دیا۔ اگر ہندوستان کے ان مولویوں نے اپنی روش کی اصلاح نہ کی تو وہ وقت قریب ہے کہ ان ملت فروش مولویوں کا بھی وہ حشر ہو گا جو ترکی اور ایران میں ہو چکا ہے" (کانگریس مسلم لیگ صفحہ ۱۱)

اب درحقیقت یہ علماء سُو کون تھے، کن کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا گیا۔ اور کن کو لیگ دھمکیاں دے رہی ہے۔ ان کی تفصیل جدید اسلامی دنیا کے عظیم الشان مسلمانوں کی رفیقہ خالدہ ادیب خانم کی زبانی سنیئے :۔ "پبلک میں آکر یہ قل اعوذیے قال اللہ و قال الرسول کہتے ہیں۔ شراب کو حرام بتاتے ہیں۔ اور خلوت میں پہنچ کر بالکل بدل جاتے ہیں۔ انبیاء کے یہ جانشین خلوت میں وہ کرتے ہیں جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ اتنی پیتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ مصطفےٰ کمال یہ سمجھتے تھے مگر اسوقت پبلک میں ان ریشائیلوں کو بدنام کرنا نہیں چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان بے دُم کے گدھوں سے ابھی کام لینا چاہیئے۔ پھر جب ان کی ضرورت باقی نہ رہے تو ان کا خاتمہ کر دینا چاہیئے۔ انہیں ملاؤں کو دیکھتے دیکھتے ان کا خیال ہو گیا تھا کہ اخلاق اور پابندی شرع کوئی چیز نہیں۔ جو بھی دیندار ظاہر ہوتے ہیں یا ریاکار ہوتے ہیں یا حد درجہ کے بیوقوف" (رسالہ مختصر خیال مصطفےٰ کمال پاشا صفحہ ۶۔ از تجانب صفحہ ۱۱۶)

لیگیوں کے غازی اعظم نے جن علماء کرام کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا جو بے دُم کے گدھے ہیں۔ لیگ جن کو علماء سُو کہتی ہے جن کو پھانسی کی دھمکیاں دیتی ہے، انکی پوری تفصیل لیگ کے غازی اعظم کی رفیقہ خالدہ ادیب خانم نے بیان کر دیا۔ یعنی جو قل اعوذیے [illegible] قال اللہ و قال الرسول کہتے ہیں۔ شراب [illegible]

ملتے ہیں جو ظاہر میں دیندار ہیں"۔ اب ہر شخص انصاف کرے کہ یہ علمائے کرام خیر و نگے ناصح ہونگے، دین پرور ہونگے یا دین فروش ہونگے۔ اب بغیر کسی پوشیدگی کے یہ بات ثابت ہو گئی کہ لیگ انہیں علمائے کرام کو نام نہاد اور ملت فروش کہتی ہے جو واقعی دین و ملت کی نشر و اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں قال اللہ و قال الرسول کرتے ہیں، شراب حرام بتاتے ہیں اور دیندار ہیں۔ رہ گیا خالدہ بیگم کا پیر ماما خلوت میں پہنچ کر بالکل بدل جاتے ہیں۔ انبیا کے جانشین خلوت میں وہ کرتے ہیں جس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا، اتنی پیتے ہیں کہ خدا کی پناہ"

یہ علمائے کرام سے اسی پرانی عداوت کا خمیازہ ہے جو یزید سے ہر دنیا پرست کو وراثت میں ملتی چلی آرہی ہے۔ یا ممکن ہے خالدہ صاحبہ کا ذاتی تجربہ ہو۔ بات بھی یہی ہے کہ جب آپ جیسی پلانے والی ہوں تو اگر کسی نے پی لی وہ بھی خلوت میں تو اس کا جرم شرف آز خود رفتہ پر کیوں عائد کیا جاتا ہے، اور اپنی تقویٰ شکن ادائے جانانہ کو کیوں بلا جرم بری کیا جاتا ہے۔ ایک تو علمائے کرام کا قتل ناحق اور پھر ان پر یہ ناپاک اتہامات کیا ہے کوئی ایسا ثبوت جو اپنے اس غازی اعظم کی رفیقہ حیات کے بیان کو صحیح ثابت کرے اور ایک ایسے عالم دین کا حوالہ دے سکتا ہے جو پبلک میں آکر قال اللہ و قال الرسول کرتے ہوں، شراب کو حرام بتاتے ہوں اور خلوت میں خالدہ بیگم اور ان کی سہیلیوں کے ساتھ پیتے ہوں اور ایسا کچھ کرتے ہوں جس کے تاثیر سے آج تک بھی پناہ مانگتی پھرتی ہیں، اور اگر تم میں ایسا کوئی نہیں اور میں دعوی سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں تو لعنت ہو ان ظالموں پر جنہوں نے علمائے ملت کا خون ناحق کیا اور لعنت ہو ان کذابوں مفتریوں پر جو علماء کے خون ناحق پر پردہ ڈالنے کیلئے انکے مقدس ناموں پر غلط اتہامات لگاتے ہیں۔

اولئک علیہم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خالدین فیہا لا یخفف عنہم العذاب ولا ہم ینظرون ۝

## ساتواں کارنامہ

**پاکستان** اس وقت لیگ اپنی اسلامی بہی خواہی کے ثبوت میں اپنی خود ساختہ پاکستان کو بڑے دھوم دھام سے پیش کرتی ہے۔ پاکستان کی حقیقت کیا ہے یہ سوائے لیگیوں کے اور کسی کو کیا پتہ۔ مگر جو ادھر ادھر لیگیوں نے بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ وہ علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں ان کی آزاد ریاست قائم کی جائے اور اس کا نام مسلم انڈیا ہوگا۔ اور جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہاں ان کی راجدھانی قائم ہو اس کا نام ہندو انڈیا ہوگا۔ اس ریاست کا کیا مطلب ہے، اسی کا آج تک کوئی پتہ نہ چل سکا۔ یہ ریاست انگریزوں کے ماتحت ہو یا آزاد اور خود مختار۔ اگر انگریزوں کے ماتحت ہوگی جیسا کہ لفظ ریاست سے معلوم ہوتا ہے) تو پاکستان کا یہ مطلب ہوا کہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے جیسے پنجاب وہاں انگریزوں کی غلامی مسلمانوں کے گلے میں بدستور پڑی رہیگی۔ فرق اتنا ہے کہ اب جبکہ پاکستان قائم نہیں انگریزوں کو اپنی حکومت کا نظم و نسق خود کرنا پڑتا ہے، اور کل جبکہ پاکستان قائم ہو جائیگی تو انگریزوں کی حکومت کا انتظام مسلمان کریں گے۔ جس طرح کہ ایک وفادار غلام اپنے آقا کے گھر بار کا انتظام کرتا ہے اور انگریزوں کو اس فکر سے پورا اطمینان رہیگا کہ ہندوستان میں اپنی سلطنت اور باشندگان ہند کی غلامی کس طرح برقرار اور پائیدار رکھی جاسکتی ہے اور وہ صوبے جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے جہاں ہندو انڈیا قائم ہوگا وہاں انگریزوں کی غلامی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے گلے میں ہندوؤں کی غلامی کا طوق بھی پڑ جائیگا۔ اور مسلمان انگریزوں اور ہندوؤں کے غلام ہو جائیں گے۔ اس طرح مسلمانوں کا دین و دنیا ان کے دو دشمنوں کے پنجے میں پھنس جائیگا۔

اور اگر پاکستان آزاد و خود مختار حکومت ہوگی (جو لفظ ریاست کے بالکل خلاف ہے) تو یہ حکومت ان صوبوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، صرف مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہوگی یا ہندو بھی) اس میں شریک ہونگے۔ اس کا جواب لیگ اپنے دستور

اساسی میں صاف لفظوں میں دے چکی ہے: "ہندوستان میں آزاد حکومت قائم کرنا
جس میں مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی، یہودی وغیرہ کثرت رائے سے حکمرانی
اور فرماں روائی کریں"۔ اس طرح لیگیوں کا مسلم انڈیا صرف مسلم انڈیا نہ ہوگا بلکہ
ہندو مسلم ہچ گپ انڈیا ہوگا اور ان کی نو ساختہ پاکستان پاکستان نہیں بلکہ ہچ گپستان
ہوگی۔ لیکن وہ صوبے جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہوگی یعنی ہندو انڈیا وہاں نہ لیگ کا کوئی تعلق
ہوگا اور نہ کوئی دسترس، نہ لیگ کے قرارداد کے مطابق وہاں کی حکومت میں مسلمانوں کا کوئی
حصہ۔ وہاں کے مسلمانوں کی دین و دنیا ہندوؤں کے رحم و کرم پر ہوگی۔ ہندو مسلمانوں کو
چاہے زندہ رکھیں چاہے ذبح کر ڈالیں۔ زندہ رکھنے کے بعد ہندوستان میں رکھیں یا
نکال دیں۔ ہندوستان میں رکھنے کے بعد ان کو مسلمان رکھیں یا شدھی کر کے ہندو بنالیں یا
مسلماں رکھنے کے بعد ان کی مسجدوں کو رہنے دیں یا ڈھا کر مندر بنالیں۔ غرضکہ لیگیوں کے
خود ساختہ پاکستان کی رو سے ہندو انڈیا کے مسلمان ہندوؤں کے پنجہ میں اس طرح مجبور
رہیں گے جس طرح ایک شکار بھیڑیے کے جنگل میں اور مسلمانوں کے دین و دنیا کی
حفاظت کرنے کا دعویٰ کرنے والے لیگیوں کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ خسر الدنیا
والآخرۃ ذلک ھو الخسران المبین ۝

اگر کوئی لیگی اس کا یہ جواب دے کہ اگر ہندو انڈیا میں مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا
ظلم کیا گیا تو ہم اس کا بدلہ مسلم انڈیا میں رہنے والے ہندوؤں سے لے لیں گے۔ تو گزارش
ہے کہ اول تو مسلمانوں پر ظلم کرنے والے ہندو انڈیا کے ہندو ہونگے۔ تو ان کے عوض میں
ان ہندوؤں پر جو آپکے مسلم انڈیا میں ہیں کس طرح کوئی ناجائز سلوک روا ہوگا۔ یہ
کس قانون کا مقتضی ہے۔ کہ مجرم تو ہیں مثلاً یوپی کے رہنے والے ہندو۔ اور سزا دیجائے
مثلاً سندھ کے ہندوؤں کو۔ اسی کا نام ہے مارے گھٹنہ پھوٹے بھوں۔ اور اگر لیگیوں کا
پاکستانی قانون ایسا ہی الٹا سیدھا ہوگا۔ پھر ہمیں کسی شکایت کا حق تو نہیں۔ مگر اتنی
گزارش ضرور کرینگے کہ کیا اس صورت میں مجرم کو اسکے جرم کی سزا مل گئی۔ اور کیا [illegible]

یہ قصور نہیں کئے ان کو بلا قصور سزا نہیں ملی اور یہ ظلم نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے فاِنَّما دمائھم کدمائنا و اموالھم کاموالنا۔ "ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں اور ان کے مال ہمارے مال کی طرح ہیں" پھر ان کو ناحق ستانا کس طرح روا ہوگا۔ ثانیاً حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے :۔ لزوال الدنیا اھون عند اللہ من قتل مسلم واحد۔ "تمام دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسان ہے ایک مسلمان کے قتل سے" تو اگر ہندو انڈیا کے ظالموں نے ایک مسلمان کو قتل کیا تو اگر مسلم انڈیا کے لیگیوں نے اپنے ماتحت تمام ہندوؤں کو ذبح کر ڈالا جب بھی اس ایک مسلمان کے خون کا بدلہ نہیں ہو سکتا بلکہ اگر ان کو قوت ملے اور تمام جہان کے ہندوؤں کو ذبح کر ڈالیں جب بھی اس خون کا بدلہ پورا نہیں ہو سکتا۔ ثالثاً حضور نے فرمایا ہے :۔ خیر البقاع مساجدھا۔ "زمین کے تمام ٹکڑوں سے بہتر مسجدیں ہیں" تو اگر ہندو انڈیا میں ایک مسجد شہید کی گئی تو اگر اس کے بدلے میں مسلم انڈیا کے تمام مندروں کو ڈھا کر کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ بنا دیا جائے جب بھی بدلہ پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ کہاں اللہ تعالیٰ کی پاک مسجدیں اور کہاں بُت پوجنے کی جگہیں دونوں کو ایک تولتے ہوئے لیگیوں کو شرم کرنی چاہیے

## پاکستان مسلمانوں کے جلاوطن ہونے کا نام ہے

پاکستان پر جو یہ اعتراض پڑتا ہے کہ ہندو انڈیا کے مسلمان ہندوؤں کے پنجے میں اس طرح پھنس جائیں گے کہ اس سے رہائی کی کوئی صورت نہیں۔ اس کا جواب لیگی یہ دیتے ہیں :۔ "اور باقی مسلمان جو ہندو ریاستوں کے زیر سایہ ہونگے ، ان کی بیچارگی کا علاج سوائے تبادلہ آبادی کے کچھ نہ ہوگا" (پاکستان صفحہ ۸۵)

دیکھئے کس طرح صاف صاف لیگیوں نے اعلان کر دیا کہ ان صوبوں کے مسلمان جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہوگی (یعنی ہندو انڈیا) پاکستان کی رو سے مجبور ہیں کہ اپنے گھر بار مسجدوں کو اولیائے کرام کے مزارات مبارکہ کو اپنے آبا و اجداد کی قبرستانوں کو ہندوؤں کے

ہاتھ میں چھوڑ کر بیک بینی و دوگوش نکل جائیں اور اللہ جانی کی عبادتگاہ، اولیائے کرام کی آرامگاہ ہندوؤں کے گنڈی کھیلنے کے لئے چھوڑ دیں۔ کہ اسی کا نام اسلامی آزادی ہے یہی وہ پاکستان ہے جس کو قرآن و حدیث سے لیگی مولوی ثابت کرتے پھرتے ہیں اور اسی میں اسلام و مسلمین کی آزادی مضمر جانتے ہیں۔ بات وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں کہ لیگ کانگریس کی ایک زہریلی شاخ ہے اور اس سے زیادہ اور بہت زیادہ اسلام و مسلمانوں کے لئے مضر ہے۔

# طلبِ انصاف

اے دین و ملت کے شیدائیو اور میرے دینی بھائیو۔ مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کر چکا۔ اب میں تم سے انصاف کی درخواست کرتا ہوں کسی کی طرفداری نہ کرو بلکہ اپنے اس دل سے جو تمہارے سینوں میں نورِ ایمان کا مرکز ہے اس سے پوچھ کر بتاؤ کہ کیا کسی جماعت کا نام محض اس کے حقیقت کا آئینہ ہوتا ہے یا اس کا کام ہوتا ہے۔ کسی جماعت کا صرف دعویٰ اس کی صدق و حقانیت کی دلیل ہوتا ہے یا اس کے کردار و اعمال اگر میرے اس سوال کا جواب یہ ہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہی ہے کہ ہر جماعت کے افعال اور اس کے کام اس کی حقیقت کو بتاتے ہیں تو پھر جب آپ حضرات یہ دیکھ رہے ہیں کہ لیگ مسلمانوں کے مذہبی و دینی مفاد کو ترقی دینے کا دعویٰ کرتی ہے، مگر اس دعوئی کے پردے میں اسلام کو اسلام کے ایمانیات کو مسخ کرتی ہے، تمہیں اپنا بنانے کے لئے تمہارے دین و مذہب کی حفاظت کا اعلان کرتی ہے۔ مگر اس اعلان کی آڑ میں اللہ اللہ کے رسول کی عظمت و محبت مٹا کر ان کی عداوت و بغض بھرنا چاہتی ہے۔ قرآن کے ارشادات کا مذاق اڑا کر اس کے ارشاد سے تم کو بدگمان کرنا چاہتی ہے تمہیں آزادی دینے کا ڈھونگ رچاتی ہے۔ مگر تم کو ہندوؤں کے پنجے میں اس طرح پھنسانا چاہتی ہے جس سے چھٹکارہ سوائے موت اور جلاوطن ہونے کے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا ہے

مسجدوں کو مسمار ہونے ، اذاں اور گائے کی قربانی بند ہونے سے بچانا اپنا نصب العین
بتاتی ہے مگر مسجدوں کو ہندؤں کے ہاتھ چھوڑ کر پاکستان قائم کرنا چاہتی ہے اور ساتھ
ہی ساتھ مسجدوں کی حاضری چھوڑ کر آج بھی ویران کئے ہوئے ہیں۔ اذانوں کو بھول کر
خود اس کو بند کئے ہوئے ہیں۔ ڈھونگ تو یہ رچاتی ہے کہ ہم اسلامی شعار کو باقی
رکھنا چاہتے ہیں مگر لیگی مسائرہ داڑھیاں مونڈوا کر اسلامی شعار کو مٹا رہے ہیں۔
جس چیز کے مٹانے کا رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا ہے (جیسے باجہ اور
تصویریں) اس کو یہ لوگ اور رائج کر رہے ہیں۔ دینی تعلیم سے بے پرواہ ہو کر بلکہ
اس شغل رکھنے والوں کا مذاق اڑا کر مذہب و ملت کو برباد کر رہے ہیں۔ ساڑھے تیرہ سو
برس والے دین کے خلاف نئی اسلامی دنیا آباد کرنا چاہتے ہیں۔ لیگ مسلمانوں کو
دین سے بے پرواہ بنا کر دہریت و لامذہبیت میں پھنسانا چاہتی ہے۔ علمائے دین سے
برگشتہ کر کے ان سے نفرت پیدا کر کے عوام مومنین کو مسٹران فرنگ و مدگران افرنج
کا مرید بنا کر مرید کرنا چاہتی ہے تو اے وہ خوش نصیب انسانو جو اپنے سینوں کو دینی
درد سے بیچین رکھتے ہو لیگ کے شور و شر سے دور ہو جاؤ۔ اور اتنے دور ہو جاؤ کہ وہ
تمہیں کبھی بھی نہ پاسکے۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ "اپنے آپ کو
ان سے بچاؤ، ان کو اپنے آپ سے بچاؤ، تم کو گمراہ نہ کر دیں، تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں"

تم اپنی مسجدوں کی خود تعمیر کرو، صرف اینٹوں پتھروں سے نہیں بلکہ اپنے خلوص بھرے
ہوئے سجدوں سے بھی۔ تم اذان کو قائم کرو دکھانے سنانے کیلئے نہیں بلکہ اپنے اللہ
اور اللہ کے رسول کے نام کو بلند کرنے کیلئے۔ تم قربانیاں کرو ان سے اُن سے کہنے کے لئے
اور گوشت کھانے کیلئے نہیں بلکہ اپنی زندگی اور زندگی کی پوری متاع کو بارگاہ ایزدی
میں قربان کرنے کی مشق کیلئے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ جو لوگ دین سے اس طرح نکل چکے جیسے
تیر کمان سے۔ جنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا، اس کے رسول کو جھٹلایا، اس کے قرآن کا مذاق
اڑایا، ان کی چکنی چپڑی باتوں پر نہ جاؤ۔ کیف وان یظھروا علیکم لا یرقبوا فیکم الا و

لا ذمۃ یرضونکم بافواھھم وتابٰی قلوبھم واکثرھم فٰسقون ۰ کیسے ؟ اگر پہ اعتبار کرتے ہو؟ اوران کا حال یہ ہی کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ عہد کا۔ اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اوران کے دل انکار کرتے ہیں اور اکثران کے فاسق ہیں"

اس قسم کے کافر خواہ کالے ہوں یا گورے داڑھی والے ہوں یا چوٹی والے، مسجدوں میں گھس گھس کر پیشانیاں گھس گھس کر سیاہ کئے ہوئے ہوں یا مندروں میں گھنٹہ بجا کر جے رام گنگا سے رام گنگا کرنے والے، چھوڑ چھوڑ کر گائے کا گوشت کھانے والے ہوں یا گوشت کا نام سنکر کرشن بھگوان کی دہائی دینے والے۔ سانپ خواہ کالا ہو یا سفید چتلا ہو یا بادامی سب میں زہر ہے، اور سب کا زہر ہلاکت ہے۔ ایک بیدار مغز اور ہوشیار انسان کی طرح غور وخوض کرو۔ صرف انکے لمبے لمبے دعووں پر نہ جاؤ۔ خدا کے لئے نئے جنم کی تمنا میں خودکشی نہ کرو۔ تمہیں ترقی کی تلاش ہے تو کیوں بھٹکتے پھر رہے ہو۔ تم پریشانیوں سے نجات چاہتے ہو تو کیوں مارے مارے پھر رہے ہو۔ آؤ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں چھپ کر اللہ کے ہو جاؤ۔ پھر اللہ تمہارا ہو جائیگا۔ من کان للہ کان اللہ لہ جب اللہ تمہارا ہو گیا تو پھر تمام جہان تمہارا ہے۔ شعر

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ؎ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۰ "تم سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو" یا قوم اتبعونی اھدکم سبیل الرشاد ۰ "اے میری قوم میرا کہا مانو میں تم کو ہدایت کا راستہ بتاتا ہوں۔"

# ان جماعتوں سے ہماری علیحدگی

بخاری اور مسلم نے حضرت حذیفہ صاحب سر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خیر کو پوچھا کرتے تھے: اور میں حضور سے شر کو پوچھا کرتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں شر میں نہ گرفتار ہو جاؤں۔ ابو حذیفہ فرماتے ہیں کہ

یں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت اور شر میں تھے، تو اللہ عز وجل ہم میں یہ خیر (اسلام) لایا۔ تو کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ فرمایا "ہاں"۔ میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد خیر ہے۔ فرمایا "ہاں۔ اور اسمیں کچھ کدورت ہے"۔ میں نے عرض کیا۔ اس خیر کے بعد کچھ شر ہے۔ فرمایا "ہاں۔ کچھ لوگ جہنم کی طرف بلانے والے پیدا ہو جائیں گے جس نے ان کا بلاوا قبول کیا اسکو وہ لوگ جہنم میں پھینک دینگے"۔ میں نے عرض کیا انکی پہچان بیان فرما دیجئے۔ فرمایا: "وہ لوگ ہماری طرح ہونگے (ظاہر امسلمان ہوں گے۔ داڑھی والے ہوں گے، مسلمانوں کی صورت میں ہونگے) اور ہماری زبان سے بولیں گے، (قرآن و حدیث پڑھیں گے)"۔ میں نے عرض کیا اگر یہ لوگ مجھے ملیں تو مجھے کیا حکم ہے فرمایا "مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑ"۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور ان کا کوئی امام نہ ہو تو کیا کروں۔ فرمایا "تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہ اگرچہ تجھے درخت کی جڑ چبانا پڑے۔ اس پر قائم رہ یہانتک کہ تجھے موت آجائے"۔

اسی حدیث کے اوپر ہم مسلمانان اہلسنت کا عمل درآمد ہے۔ اور بحمدہ تعالیٰ آج جبکہ حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق شر انگیز فتن سے زمین بھری پڑی ہے اور اسی شان سے ہر ایک اہل شر اپنی سچائی، حقانیت پر احادیث کریمہ و آیات قرآنیہ پڑھتا پھرتا ہے، مگر ایمان سے ان کو کیا تعلق ہے، اسکا مفصل بیان گذر چکا۔ ہم خادمان دین و ملت ان سب سے الگ تھلگ ہیں۔ اور رب عز وجل سے التجا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانان اہلسنت کو اسی طرح ان تمام شرور اور فتنوں سے علیحدہ رکھے، یہانتک کہ موت آجائے۔ اَللّٰھُمَّ ارحمنا من زماننا ھٰذا واحداق الفتن وتطاول اھل الجراءۃ علینا واستضعافھم ایانا اَللّٰھُمَّ اجعلنا منک فی عیاذ منیع وحرز حصین حتّٰی تبلغنا اجلنا الی جوار رحمتک آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم الی یوم الدین۔

# میری آواز

میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس دور میں جبکہ کسی چیز کا انکار و اقرار حقانیت و صدق کی وجہ سے نہیں کیا جاتا بلکہ بڑے لوگوں کی تائید و تردید پر۔ میری یہ آواز جو حقیقت تیرہ سو پینسٹھ سال کے اسلام کی آواز ہے اتنی بھی موثر نہ ہوگی جتنی صدا بصحرا۔ اسلئے کہ ابھی بڑے بڑے لوگوں کی تائید سے محروم ہے۔ لیکن اگر واقعی میری آواز میں حقانیت وصدق ہے تو وہ خود بخود آج نہیں تو کل ضرور بالضرور بڑے بڑے لوگوں کی تائید سے قوت حاصل کریگی۔ میرے ان اشک رواں میں اگر واقعی خلوص ہوگا تو خواص کی ہمدردی کی آب و تاب سے درخشاں ہو کر عوام میں رائگاں ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

# علماء ملت کی خدمت میں گذارش

اس لئے میں سب اپنے ان آقائے نعمت سے جن کے مضبوط ہاتھوں میں ملت اسلامیہ کی قیادت ہے، جن کے بلند سروں پر انبیاء علیہم السلام کی نیابت کا تاج ہے دست بستہ گذارش کرتا ہوں کہ وہ حضرات ان پارہائے قلب و جگر کو جو اشک رواں بن کر آپ حضرات کے پیش نظر ہیں ملاحظہ فرمانے کے بعد اگر ان میں حقانیت وصدق ہو باحقاق حق وابطال باطل ہو تو ان کو اپنی تائید سے قوت عطا فرمائیں تاکہ یہ موجودہ دور کے فتنوں میں ادھر ادھر بھٹکنے والوں کو سنبھال سکیں۔ اور اگر ان سطروں میں ایک سطر بھی، ایک حرف بھی ایک نقطہ بھی حق چھوڑ کر معاذ اللہ باطل کی حمایت و حیانت کر رہا ہو تو اس سے اپنے اس سگ در کو مطلع فرمائیں اور آپ حضرات کرم ہی اپنے کرم کے صدقے میں خالق اکبر کی بارگاہ میں اسکے لئے استغفار کریں۔

**تائید کا مطلب کیا ہے** ان سطروں کی تائید کرنے سے میری مراد ہرگز یہ نہیں کہ آپ حضرات میری ان سطروں کو پڑھ کر ان پر تقریظ لکھ کر ان کو اپنا بنائیں۔ بلکہ میری مراد

یہ ہے کہ ان فرقہائے باطلہ جن کی اسلام و مسلمین کے خلاف سرگرمیوں کا تذکرہ میں نے اپنے ٹوٹے پھوٹے جملوں میں کیا ہے اگر واقعی یہ فرقہائے باطلہ ایسے ہی ہیں تو آپ حضرات بھی انکی تردید و نظر یہ فرمائیں اور مسلمانوں کو ان سے دور و نفور رہنے کی تلقین کریں۔ اور جس طرح آپ ہی حضرات کے قلم و زبان نے اسی ہندوستان میں کتنے بد مذہبوں کی بنیادیں اکھاڑ کر پھینک دیئے ہیں، اسی طرح آج اپنے قلم و زبان کے حملوں سے ان باطل پرستوں کو ملیا میٹ فرمائیے۔ میری راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ حضرات کے وہ متوسلین جو آپ حضرات کے ارشاد پر اپنی حرکت و سکون موقوف سمجھتے ہیں بڑی تیزی سے ادھر اُدھر بھٹکتے جا رہے ہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ میں آپ حضرات کے سینکڑوں مخلصین کو لیگ کی مسموم فضا میں رہتے سہتے دیکھ رہا ہوں اور اس دن سے لرز رہا ہوں جبکہ لیگ کی سمیت ان کی رگ و ریشہ میں پیوست ہو کر ان کے دین و ملت کو ہلاک کر دیگی۔ مگر آپ حضرات کی لیگ کے خلاف کوئی آواز نہیں سن رہا ہوں اور نہ اپنے متوسلین کو لیگ سے بچانے کا کوئی اقدام دیکھتا ہوں۔

**مصلحت وقت** ۔ ایسے دور میں جبکہ لیگ اسلام و مسلمین کے مذہبی حقوق کی حیات اور اُن کو ترقی دینے کے نام سے عوام مومنین کو نہ صرف عوام بلکہ خواص اور اخص الخواص کو اپنا بنا کر اپنی قوتیں مضبوط سے مضبوط تر کئے جا رہی ہے مگر حقیقت میں کیا چاہتی ہے؟ اور کیا کریگی؟ اس کی رفتار کا رُخ کیا بتا رہا ہے؟ اس کے اساطین کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں حسب استطاعت بتا چکا۔ اور آپ حضرات مجھ سے زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ میرے خیال ناقص میں مصلحت وقت کا تقاضہ یہی ہے کہ لیگ کے خلاف جو کچھ کیا جا سکتا ہے کرنا ہے۔ لیگ سے مسلمانوں کو جس طرح بچایا جا سکتا ہے بچانا چاہیئے۔

جب توفان کی رو انسانوں کو بہائے لئے جا رہی ہو۔ اور لوگ نادانی سے دوڑ دوڑ کر اسمیں کود رہے ہوں تو مصلحت کا تقاضہ یہی ہے کہ اس کی رو میں لوگوں کو

# زیادتی توضیح

اسلام میں مصلحت کے معنی کیا ہیں اور اسلام نے مصلحت کے معنی کیا بتائے ہیں اس کے نظائر اور شواہد اس قدر کثیر ہیں کہ ان سب کا احاطہ دشوار ہے۔ زیادتی وضاحت کے لئے صرف ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔

## فتنہ ارتداد

حضور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری ظاہری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے تو عرب کے وہ دیہاتی لوگ جن کو اسلام سے پوری وابستگی نہ ہوئی تھی مرتد ہو گئے۔ انہوں نے اعلان کر دیا ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہیں دینگے۔ میں یہ خبر سُن کر ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ لوگوں کو الفت دلائیے، ان کے ساتھ نرمی کیجئے، اسواسطے کہ یہ لوگ جنگلی کی طرح ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے تمہاری مدد کی امید کی تھی، اور تم اپنی رسوائی لیکے آئے ہو۔ جاہلیت میں بڑے زبردست تھے اور اسلام میں سُست ہو گئے ہو کس چیز سے ان کو الفت دلاؤں، اثر پیدا کرنیوالے شعر سے یا فتور پیدا کرنیوالے جادو سے افسوس افسوس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لیگئے اور وحی منقطع ہو گئی۔ خدا کی قسم میں ان سے ضرور بالضرور جہاد کرونگا جبتک میرے ہاتھ میں تلوار رکی رہیگی۔ اگرچہ مجھے اونٹ کی رسی دینے سے رکیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابو بکر خلیفہ نہ بنائے گئے ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی تین مرتبہ یہی فرمایا۔ ان سے کسی نے عرض کیا چپ رہئے اے ابو ہریرہ (کیا کہتے ہیں؟) تو انہوں نے فرمایا جب اسامہ بن زید منزل ذی خشب پر پہونچے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور مدینے کے اردگرد کے دیہاتی مرتد ہو گئے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ صدیقی میں حاضر ہوئے۔ سب نے عرض کیا۔ ان کو اسامہ اور انکی فوج

[illegible]

لوٹا لیتے۔ ان کو روم کی طرف بھیجتے ہیں؟ اور حال یہ ہے کہ مدینے کے ارد گرد دیہاتی مرتد ہو گئے
ہیں۔ تو ابوبکر صدیق نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر کتے ازواج مطہرات
کے پیر کھینچ لیجائیں جب بھی اس لشکر کو نہ لوٹاؤنگا جسکو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ
فرمایا ہے اور نہ اس جھنڈے کو کھولونگا جسکو حضور نے باندھا ہے۔ پھر حضرت اسامہ کو شام کی
طرف روانہ فرمایا۔ حضرت اسامہ شام گئے اور وہاں سے فتحیاب ہو کر مدینہ لوٹ آئے، جس کا اثر یہ ہوا
کہ وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے خوفزدہ ہو کر اسلام پر ثابت رہے۔

## صدیق اکبر کا استقلال

کتنا نازک وقت تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو
چکا ہے صدیق اکبر کے دل پر یہ ایک مستقل پہاڑ ٹوٹا ہے۔ دیہاتی مرتد ہو گئے ہیں۔ ان کا فتنہ
بڑھتا جاتا ہے۔ تمام صحابہ کرام حتی کہ اشدھم فی امر اللہ حضور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نرمی کرنے کو مصلحت وقت بتاتے ہیں۔ حضرات انصار برطرف ہو گئے ہیں۔ حقیقت وہی ہے جو
حضرت عائشہ نے فرمایا ہے جو کچھ میرے باپ کے سر پر پڑا اگر بلند پہاڑوں پر پڑتا تو وہ بھی
چکنا چور ہو جاتے، مگر حضور سیدنا صدیق اکبر نے کسی کی سستی کو نہ دیکھا کوئی ان کے ساتھ ہے یا
نہیں ہے۔ اسکی پرواہ نہ کی، اسلامی مصلحت کا جو مقتضا تھا انہوں نے وہ کیا اور اعلان
کر دیا جو زکوٰۃ اور نماز میں فرق کریگا اس سے اسوقت تک قتال کرتا رہونگا۔ جبتک میرے
ہاتھ میں تلوار ہے۔ صرف اعلان ہی پر بس نہیں کیا بلکہ مرتدین سے قتال کرنے کیلئے سوار ہو کر
مدینے کے باہر نکل پڑے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے نہیں دیکھا گیا، سواری کی
لگام پکڑ کر عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ کہاں تشریف لئے جا رہے ہیں؟ میں آپسے وہی
کہتا ہوں جو احد کے دن رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپسے فرمایا تھا، تلوار میان
میں کیجئے اور اپنی ذات سے ہمکو غمگین مت کیجئے اور مدینہ کی طرف لوٹ چلئے۔ قسم خدا کی اگر
ہم آپ کی ذات سے غمگین ہوئے تو پھر اسلام کا نظام کبھی بھی نہ ہو سکے گا۔

اگر حضور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خیال فرماتے کہ تمام صحابہ کرام سُست
ہو رہے ہیں، کوئی میرا ساتھی نہیں جن سے مدد کی بہت زیادہ امید تھی وہ بھی پیچھے ہٹ رہے ہیں

نمائندہ کو ناکام بنائیں۔ اسی طرح اس کے ساتھ دفتروں میں یہ بھی بڑھا دیتے کہ لیگ کے خلاف بھی جد و جہد کی جائے۔ اور اس کے نمائندہ کو بھی ناکام کیا جائے۔ مگر نہیں سُنّی کانفرنس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے صدر کی اور بعض دوسرے عہدے کی زبان سے صراحۃً و بقیہ دوسرے تمام عملہ کی زبان سے اشارۃً پورے طور سے لیگ کو کامیاب بنانے میں مصروف رہی۔

# سُنّی کانفرنس سے دو گذارش

پہلی گذارش | اب تک جو ہو گیا ہو گیا، جو فرض قضا ہو گئے، ہو گئے۔ بسا اوقات بگڑنے کے بعد بھی کام بن جاتا ہے۔ فرض قضا ہونے کے بعد بھی اس کو ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ ابتک سُنّی کانفرنس اپنے صدر و دیگر عملہ کی زبان سے لیگ کی تائید کرتی رہی تو اب بھی وقت باقی ہے۔ اب سی لیگ کے خلاف اعلان حق کردے اور اپنے اس نظریہ کو جو پرائیویٹ خطوط میں ظاہر کر چکا ہے اشارۂ عام پر لائے تو بڑا ہوا کام بن سکتا ہے قضا شدہ فرض ادا ہو سکتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو لوگ غلط فہمی کے شکار ہو کر لیگ میں شریک ہو گئے ہیں اس سے علیحدہ ہو جائیں اور یوں دین و ملت کے خلاف ایک بہت بڑی قوت کمزور ہو جائیگی اسی طرح جس طرح کانگریس کے خلاف سُنّی کانفرنس کی مصروفیت ہے اگر لیگ کے خلاف بھی ہو جائے تو کانگریس کی طرح لیگ کو بھی ناکامی کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا اور ... وغیرہ کی طرح لیگ بھی ... سسک کر ختم ہو جائیگی۔ اور اگر سُنّی کانفرنس نے ایسا نہیں کیا تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام و مسلمین کا خون ناحق ... کے گردن پر ہوگا لیگ کے یا سُنّی کانفرنس کے۔

دوسری گذارش | سُنّی کانفرنس نے ایک ایسے انسان کو اپنا صدر بنایا ہے

جو لیگ کی حمایت میں جیناؔ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے اور جس کی ہسٹری یہ بتاتی ہے کہ وہ لیاڈر کے ہاتھ کا پرانا کھلونہ ہے اور مرتد پیرِ نیچر سید احمد خاں کے خاص متوسلین سے ہے (جیسا کہ الفقیہ ۲۱/۲۸ فروری ۱۹۴۶ء میں سید کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے اور اس پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دے کر دم بخود کر دیا) تو اگر سنی کانفرنس واقعی سنی کانفرنس ہے اور اپنے دستورِ اساسی کے مطابق تمام بدمذہب بے دینوں سے پاک رہ کر اسلام و سنت کی حفاظت و حمایت چاہتی ہے تو ایسے چھپے گرگ، نیچری درویش امیر ملت سراپا ابہام و تزویر کو صدارت سے علیحدہ کرے اور اس قسم کے تمام افراد سے اپنے آپ کو پاک و منزہ کرے ورنہ ہم بلا خوفِ لومۃ لائم یہ یقین کرنے پر مجبور ہوں گے کہ سنی کانفرنس سنی کانفرنس نہیں بلکہ لیگیوں اور نیچریوں کی مجلس شوریٰ ہے اور اللہ و رسول کے خلاف زہر پھیلانے والوں کی امداد اور بلکہ پناہ ہے۔

وَاَنَا الْعَبْدُ الْخَاطِی مُحَمَّد شَرِیْفُ الْحَق تَمَادِیْ الْمُجَدِّدِیْ خَادِمُ الشَّرْعِ اَضْعَفُ الْخَلْق عَبْدُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَة

الْمُسَمّٰی بِعَیْنِ الطُّلُوْعِ الْوَاقِعِ فِیْ بَیْتِ الْاَنْوَار گیا

قد فرغت من تسویدها لیلۃ اثنین اول لیلۃ من شہر ربیع الاول سنۃ الف و ثلث مائۃ و خمس و ستین بعد ہجرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الذی منہ البدایۃ و بہ البقاء و الیہ النہایۃ و الصلاۃ و السلام علی نبیہ الذی افاض علی العٰلمین الہدایۃ و اسبغ علیہم نعماءہ الشاملۃ الکاملۃ و علی الہ و صحبہ و علی من تبعہم و تبع تابعیہم الی یوم القیام الذین الاقتداء باثارہم عن الفتن و الشرور الوقایۃ۔